

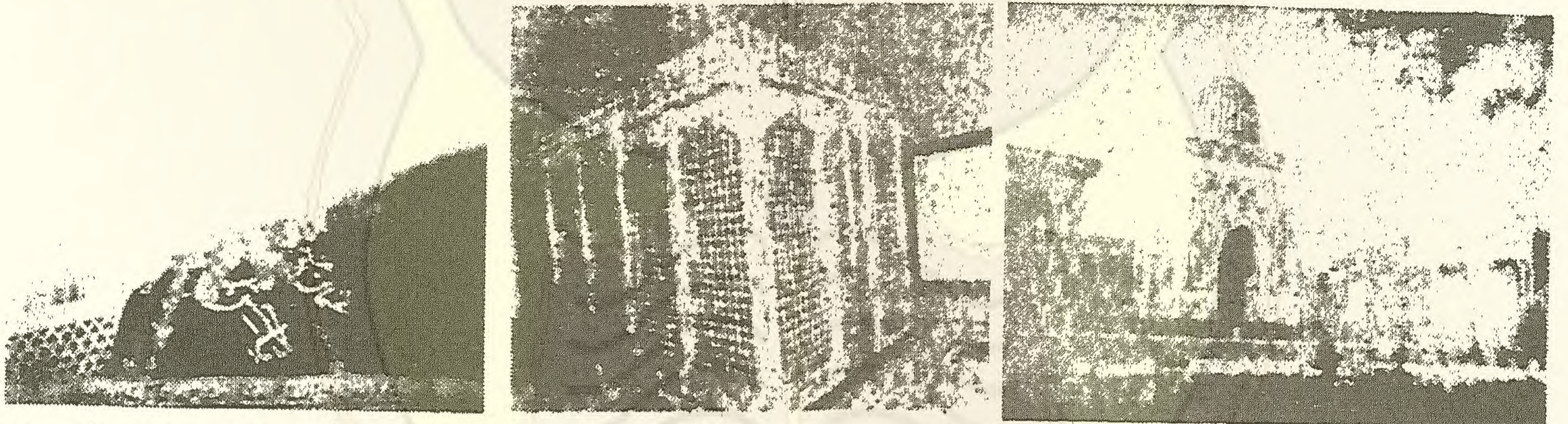
(منہ یو لتا جواز) آئمہ اور اولیاء کی اونچی اونچی گنبدوں اور مزارات کی منہ یو لتی تصویریں



آخضور کی اونچی ہری گنبد (مدینہ منورہ) مزار نبوی ﷺ جالی مبارک مزار شریف کا غلاب مبارک



حضرت سیدنا جعفر طیار اور حضرت سید ہلال کی مزارات (دمشق شام) حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ کی گنبد اور آپ کا شاندار مزار (حنفیہ عراق)



محدث اعظم حضرت امام بخاری کا مزار (روس) حضرت سیدنا غوث پاک کا مزار حضرت سیدنا علی ہجویری کا مزار (لاہور پاکستان)



حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی مزار (اور آپ کا گنبد) اجمیر بیت المقدس کے فاتح سلطان صلاح الدین ایوبی کا مزار (دمشق شام)

قَبَائِ الْآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبُنِ ۝

عجبت پسندو: تم خدا کی منہ یو لتی کن کن حقیقتوں کا انکار کرو گے۔

ناشر: ادارہ النور (حق اشاعت محفوظ)

لِكُلِّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شُرْعَةً وَمِنْهَا جَا (۱۱ ۶)
ہم نے ہر (فرقے) کے لئے ایک دستور اور طریقہ مقرر کیا ہے

اہل سنت و الجماعت کے عقائد سے متعلق معلومات کی ایک مستند اور لاجواب کتاب

عَقَائِدُ سُنِّيَّة

AQAID-E-SUNNIA

مرتبہ

مولانا غوثی شاہ

(خلف خلیفہ و جانشین شیخ الاسلام الحاج اعلیٰ حضرت سیدی پیر صحوی شاہ علیہ الرحمہ)

بہ اہتمام

الحاج محمد مجتبیٰ قدیر الدین تحسین قادری تحسین (دام)

الحاج مولانا قاضی عبدالقادر بابا شاہ المعروف سروری شاہ (مہین)

الحاج مولانا شاہد سی شاہ صاحب رموزی شاہ (مہین) (خلفاء حضرت سیدی پیر صحوی شاہ)

و الحاج مولانا حسین الدین شاہ مہینی شاہ (مہین) (خلیفہ خاص حضرت پیر فیضی شاہ)

و الحاج مولانا شاہ خواجہ مظفر الدین قادری چشتی (پروفیسر کلا سٹیونیورسٹی لندن)

و انور مولانا خان آفتاب سراج الدین عشق قادری و چشتی (مہین)

پیش کردہ گان : شاہ میسر احمد شاہد، شاہ فضل الرحمن خاند، کریم اللہ شاہ فاتح، اکرام اللہ شاہ اکرام

قیمت

Rs.30

اشاعت بار اول بموقعہ عرس حضرت سیدی پیر صحوی شاہ

بتاریخ : 28 اگست ۲۰۰۲ء ۱۸ جمادی الثانی ۱۴۲۳ھ

ناشر : ادارہ النور "بیت النور" 16-3-845، چنچلگوڑہ، حیدر آباد۔

عقائدِ سُنیہ

عقائد : عقیدہ کی جمع ہے اس کے معنی ہیں گرہ ڈالنا یعنی شرعی کے وہ اُمور جن کا تعلق تصدیق قلبی سے ہے گرہ ڈالے رکھنے کے ہیں۔ یہاں عقائدِ سُنیہ سے مراد اہل سنت والجماعت سے متعلق وہ مسائل یا اُمور ہیں جن پر عمل پیرا ہونا ایک سُنی مسلمان کی شناخت اور پہچان ہے۔

پیشتر کر تو عقائد کو درست بعد اُسکے دین میں ہو چالک و چُست

ورنہ ؟

عقائدِ نین جس کے تیں یاد ہے جنم میں گھر اُس کا آباد ہے

بَیِّنَاتِ اِسْلَام وَاَهْلِ سُنَّتِ

غوثی شاہ

خلفِ خلیفہ و جانشین حضرت سیدی پیرِ صحوٰ شاہؒ

وسجادہ نشین سلسلہ صحوٰ غوثیہ کمالیہ، حیدر آباد

عقائد سنیہ

جواز فاتحہ سوم ، دہم ، چہلم

” اگر آپ سنی مسلمان ہیں تو ان باتوں کو ماننا آپ کے لئے ضروری ہے “

○ جواز فاتحہ : فَأَذِّنْ لِي فَرُوزُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُوَالْمَوْتَ (رواہ مسلم)

☆ حدیث صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ” مجھکو (قبر کی زیارت کی) اجازت مل چکی ہے تم قبروں کی زیارت کیا کرو کہ (یہ عادت) موت کی یاد دلاتی ہے۔ (چونکہ اس حدیث ناسخ سے پہلے آپ قبروں کی زیارت سے منع فرماتے تھے اب وہ حدیث اس حدیث ناسخ سے منسوخ ہو چکی ہے لہذا ناسخ پر عمل جائز ہوا)

○ جواز فاتحہ پر ایک اہم حدیث ☆ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : قبر میں مدفون مردے کی مثال بالکل اُس شخص کی سی ہے جو دریا میں ڈوب رہا ہو اور مدد کے لئے چیخ و پکار کر رہا ہو۔ وہ بے چارہ انتظار کرتا ہے کہ ماں یا باپ یا بھائی یا کسی دوست آشنا کی طرف سے دعائے مغفرت (فاتحہ) کا تحفہ پہنچے۔ جب کسی طرف سے اس کو دعا کا تحفہ پہنچتا ہے تو وہ اس کو دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب و عزیز ہوتا ہے۔ اور دنیا میں رہنے بسنے والوں کی دعاؤں کی وجہ سے قبر کے مردوں کو اتنا عظیم ثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے جس کی مثال پہاڑوں سے دی جاسکتی ہے اور مردوں کے لئے زندوں کا خاص ہدیہ اُن کے لئے دعائے مغفرت ”طریقہ فاتحہ“ ہے۔ (روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں)

○ زیارت کے لئے مخصوص دن ☆ حدیث صحیح بیہقی میں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے روایت کیا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہر جمعہ کے دن اپنے ماں باپ کی قبروں کی زیارت کرے یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کرے تو اُسکی بخشش کی جاتی ہے اور اُسکے لئے لکھا جاتا ہے کہ وہ نیک بختوں میں ہے ○ (یہاں ماں باپ کے علاوہ دوسروں کی بھی زیارت جمعہ کے دن مشروع ہوئی)

○ بعد نماز جنازہ جواز دعا و فاتحہ ☆ مشہور و مستند احادیث نبویہ کی کتاب بیہقی میں لکھا ہے کہ جب حضرت براء صحابیؓ نے انتقال کیا تو حضور صلعم تشریف لائے اور نماز جنازہ پڑھی اور بعد نماز جنازہ دعا فرمائی۔ اللّٰهُمَّ اغْفِرْهُ وَاَرْحَمْهُ وَاَدْخِلْهُ جَنَّتِكَ ○ حاکم نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے (حوالہ تصریح الاوثق) (اے اللہ انکو معاف کر اور ان پر رحم فرما اور انھیں اپنی جنت میں داخل فرما)

○ جواز چادر گل بہ مزار

بخاری و مسلم میں ہے کہ حضور صلعم نے ایک ہری ڈالی کو لے کر اُسے چیرا اور دو ۲/ کر کے الگ الگ قبر پر لگوائے ○ اسی طرح ابن ابی الدنیا (حضرت امام بخاری و امام مسلم سے بہت پہلے کے محدثین و فقیہ) اور جامع الخلال نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا کہ ”جس کسی نے مسلمان کی قبر پر پھول ڈالے تو اللہ تعالیٰ اُس کی تسبیح سے میت کو محبتا ہے اور ڈالنے والے کے لئے بھی نیکی لکھتا ہے بعض نادان بچے کہتے ہیں کہ عرب میں پھول کہاں جبکہ قرآن میں ”وردۃ“ کا لفظ آیا ہے جس کا معنی گلاب کا پھول ہے اور ریحان کے الفاظ بھی قرآن میں دو جگہ آئے ہیں جس کا معنی خوشبودار پھول کے ہیں۔ اور یہ صرف فاتحہ دینے والے سنیوں اور جنتیوں کے لئے ہے جیسا کہ قرآن میں سورہ واقعہ کی آیت نمبر ۸۹ میں ہے۔ فَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ فَرَوْحٌ وَ رِيحَانٌ وَ جَنَّتٌ نَعِيمٌ ○ پس اگر وہ (خدا کے) مقربوں میں سے ہے تو (اُن کے لئے) آرام اور خوشبودار پھول اور نعمت کے باغ ہیں۔ ○

پھولوں پہ جو مائل نہیں وہ فاتحہ کا قائل نہیں

فاتحہ سے جو دُور ہے وہ وہابی مغرور ہے

حیرت ہے اُن ”مسلمان نما“ لوگوں پر جو سید الانبیاء خاتم النبیین حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کو صرف بشر سمجھتے ہیں اور آپ کی شفاعت کے قائل نہیں اور آپ کی میلاد مبارک سے ناخوش ہوتے ہیں اور آپ کے علم غیب پر اعتراض کرتے ہیں اور آپ کو یا محمدؐ کہہ کر پکارنے پر معترض ہیں۔ حالانکہ عین حالتِ نماز میں (قعدہ میں) التحیات میں السَّلامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کہہ رہے ہیں جو کہ صیغہ حاضر قریب ہے اور پھر ایک چھوڑ دو دو، درود بھی آپؐ پر اور آپ کی قیامت تک آنے والی اور باقی رہنے والی آلِ مبارک پر بھی جارہے ہیں وَ عَلَیْ آلِ مُحَمَّدٍ میں حضرت سیدنا امام حسنؑ، حضرت سیدنا امام حسینؑ، حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت سیدنا خواجہ معین الدین چشتیؒ اور حضرت سید محمد بندہ نواز گیسو درازؒ اور دوسرے غیر سید اولیاء بھی شامل ہیں ورنہ وَ عَلَیْ آلِ مُحَمَّدٍ کا کیا اعتبار ہے کیا کوئی شدت پسند بتا سکتا ہے۔ الحاصل ہم کو چاہیے کہ ہم آنحضور سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آلِ مبارک اور آپ سے وابستہ اولیائے کرام سے بھی محبت اور عقیدت رکھیں۔ جیسا کہ حضورؐ نے بھی خدا سے خدا کے چاہنے والوں کی محبت بھی مانگی۔

حضرت سیدی پیر صحو شاہؒ فرماتے ہیں۔

اُن سے الفتِ محبتِ فریضہ ہے اپنا اس میں مرنا بھی ہے اپنا جینا
اُن پہنکتے جیونِ سفینے ، پچ منجھدار اُلٹنے لگے ہیں

اور آپ فرماتے ہیں ۔۔

غلامِ غلامانِ آلِ نبیؐ کی گوارہ ہے صحو یہ نسبت بھی جی سے
(تقدیسِ شعر)

○ جوازِ طریقہ زیارت ☆ حدیث صحیح مسلم میں وارد ہے کہ حضرت بُریدہؓ کہتے ہیں
رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو سکھاتے تھے کہ جب وہ قبرستان جائیں تو یہ کہیں السلام
علیکم اهل الدیار من المؤمنین والمسلمین وانا انشاء اللہ بکم
لا حقون نسال اللہ لنا ولكم العافیة (ترجمہ) اے گھر والو (خوابگاہ والو) اے
مومنو اور اے مسلمانو! تم پر سلامتی ہو، ہم بھی اگر اللہ نے چاہا تم سے آکر ملیں گے اور دعا
کرتے ہیں ہم اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت کی (مسلم)۔ (ماخذ ”بدعتِ حسنہ“)
جوازِ سماعِ موتی (مردے سنتے ہیں) : اس حدیث صحیح مسلم سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مُردے
سنتے بھی ہیں۔ چنانچہ اس تعلق سے ایک اور حدیث جسکو ابنِ عساکرؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے
روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ : مَا مِنْ عَبْدٍ یُمر بقبر اجل کان یعرفہ
فی الدنیا فیسلم علیہ الا عرفہ و ردّ علیہ السلام ○ کوئی شخص ایسا نہیں جو کسی
شخص کی قبر پر گذرے جس کو دنیا میں پہچانتا ہو اور اُس کو سلام کرے مگر وہ (میت) اُس (زندہ سلام
کرنے والے) کو پہچانتا ہے اور اُس کو سلام کا جواب بھی دیتا ہے اور دوسری حدیثِ عزیزی ہے کہ
اگر اُسکو نہ پہچانتا ہو تو صرف (اُسکو) سلام کا جواب دیتا ہے۔ اس حدیث کو مولانا اشرف علی
تھانوی صاحب نے بھی ”التشرف“ میں لکھ کر یہ لکھا ہے کہ ”اس حدیث سے مردہ کا
ادراک اور سماع اور کلم ثابت ہوا جو کہ اہل کشف کا مشاہدہ ہے اور حدیث میں اس کشف کی تائید
ہے ○ ان احادیث مبارکہ کے علاوہ بخاری شریف کی ایک حدیث میں حضورؐ نے فرمایا کہ (جب
مردہ کو دفن کر کے لوگ) واپس ہونے لگتے ہیں تو اِنَّہ لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِہِم (میت یا مردہ)
اُنکے جوتوں اور چپلوں کی آواز سنتا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ بعض شدت پسند لوگ قرآن کی سورہ

روم کی آیت نمبر ۵۲ سنا کر بھولے بھالے نوجوانوں کو گمراہ کرتے ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى وَلَا تُسْمِعُ الصَّمَّةَ الدُّعَا إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝ یعنی ! اے محمد صلعم آپ اُن (مشرکین) جو مُردوں جیسے ہیں کچھ بھی سنا نہیں سکتے اور نہ اُن بہروں کو جبکہ وہ (آپ سے) پیٹھ پھیر کر پلٹ جائیں آواز سنا سکتے ہیں ۝

اسی طرح سورۃ فاطر کی آیت نمبر (۲۲) وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُورِ ۝ یعنی آپ اُن کو جو قبروں میں ”مدفون“ ہیں نہیں سنا سکتے “ اس کا تعلق بھی مشرکوں سے ہیں۔ ویسے اسی آیت کے پہلے اللہ نے یہ فرمایا کہ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَن يَشَاءُ یعنی اللہ جس کو چاہتا ہے سنا دیتا ہے۔ یہاں اس سنانے سے مراد مسلمان ہیں جیسا کہ سورۃ روم کی ۵۳ ویں آیت میں ہے کہ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ ۝ یعنی۔ اے محمد صلعم آپ تو انھی لوگوں کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور وہ مسلمان ہیں ۝ (۲۱/۸) مقصد یہ ہے کہ یہاں مُردوں سے مراد مشرکین ہیں نہ کہ حقیقی مُردے جو قبروں میں مدفن ہیں۔

اس حدیث مذکورہ و جوازات کے علاوہ ہم یہاں حدیث بخاری کی اس حدیث کو بھی پیش کرتے ہیں جس میں یہ بتایا گیا ہے ”مردہ“ جو توں چپلوں کی بھی آواز کو سنتا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے یہ فرمایا کہ بندہ جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے (اور اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اُس کو بٹھا کر اُس سے (یہ) کہتے ہیں فِی هَذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٌ مِّنْ مَّصْطَفَى ﷺ کے تعلق سے تمہارا کیا بیان و اعتقاد ہے) (اگر وہ نیک سنی مسلمان ہے) تو وہ کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے محبوب بندے اور اُس کے رسول ہیں (اُس کا جواب سکر) اُس سے کہا جاتا ہے کہ (تم) اپنے ٹھکانوں کی طرف دیکھو (یعنی دوزخ کی طرف) کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کے بدلے میں (تم کو) جنت کا ٹھکانہ عطا کیا ہے آنحضور ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ ان دونوں (جنت اور دوزخ) کو دیکھے گا۔ (اور وہی سوال جب فرشتے کافر اور منافق سے کریں گے کہ فِی هَذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٌ ﷺ کے اس مبارک و مسعود ہستی حضرت سیدنا محمد ﷺ کے متعلق تمہارا کیا بیان اور اعتقاد ہے) (تو) کافر اور منافق یہ کہے گا کہ میں (انہیں) نہیں جانتا۔ میں تو وہی کہتا تھا جو (دوسرے) لوگ کہتے تھے (تو اُس سے) کہا جائیگا تو نے (آنحضور صلعم کو) نہ جانا اور نہ سمجھا پھر لوہے کے ہتھوڑے گرزوں سے دونوں کانوں کے درمیان مارا جائیگا تو وہ چیخ مارے گا اور اس چیخ کو انس و جن کے سوا اُس

کے آس پاس کی تمام چیزیں سنتی ہیں۔ اس حدیث سے آنحضور ﷺ کی شبہہ مبارک کا بتانا اور اُس پر گواہی دینا اور گواہی نہ دینا ثابت ہوا۔

”فکر ہر کس بقدر ہمت اوست“

یعنی ہر ایک کی فکر اُسکی ہمت و عقل کی تحت ہوتی ہے جیسے شیر Sheer اور شیر Shair اردو میں لکھنے کے حروف ایک ہی ہیں مگر دونوں کا معنی اور مزاج الگ الگ ہے شیر Sheer یعنی شکر Sugar کو لوگ کھاتے ہیں فاتحہ دلاتے ہیں اور شیر Shair یعنی Tiger لوگوں کو کھا جاتا ہے اسی طرح قرآن کے مَوْ قیٰ کے لفظ کو شدت پسندوں نے حقیقت میں مُردہ سمجھا اور سنیوں اور مفسرین نے قرآن کے اصل منشاء و مطلب کے تحت کافروں اور مشرکوں ہی کو موتی کا مترادف سمجھا۔

○ جواز زیارت و چہلم برسی وغیرہ: ☆ حدیث ابن ابی الدنیا اور جامع الخلال نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ”ضرور ہے میت کے لئے ۷ (سات) روز تک اور سات روز سے چالیس روز تک فاتحہ دیویں اسلئے کہ میت کی روح ان ایام میں گھر تک آتی ہے اور فاتحہ و ایصال ثواب کی منتظر رہتی ہے۔

☆ اسی طرح ہندوستان کے مشہور محدث حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے تفسیر عزیز میں سورۃ بقرہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ فاتحہ سوم، دہم، چہلم، سہ ماہی و شش ماہی و برسی جائز و مستحسن ہے ☆ اسی طرح طبرانیؒ کی حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا طعام موجودہ پر مُردوں کو فاتحہ دو ☆ حدیث نبویؐ کی مشہور کتاب تصریح الاوثق میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جو قبرستان میں داخل ہوا پھر اُس نے سورہ فاتحہ، (قل هو اللہ) اور الھکم التکاثر پڑھا پھر کہا کہ اے اللہ میں نے جو تیرے کلام پاک سے پڑھا اُس کا ثواب قبرستان کے مسلم مُرد اور مسلم عورتوں کی طرف کیا تو وہ اُن کے حق میں اللہ کی طرف سے شفیع ہوں گے۔ (حوالہ حدیث تصریح الاوثق) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فاتحہ دینا سنتِ رسول اور سنیت صحابہؓ ہے۔

اسی طرح طبرانیؒ نے اوسط میں روایت کی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میت کے نام پر فاتحہ دو اگرچہ وہ جلے ہڈے ہی کیوں نہ ہو ○ اور آنحضور ﷺ نے خود کھجوروں اور دودھ کو سامنے رکھ کر فاتحہ دی ہے (تصریح الاوثق)

حیرت ہے۔۔۔۔

اُن منکرانِ فاتحہ پر کہ شادی بیاہ کے موقعوں پر گھوڑے جوڑے کی رقم لیتے ہیں اور غیر ضروری رسم و رواج میں مبتلا ہیں۔ جنہیں نماز میں پڑھے جانے والے سورتوں کی ترتیب بھی یاد نہیں اور نہ نماز کی حقیقت ہی انہیں معلوم ہے خود اُنکی زندگی شرک اور بدعت میں گذر رہی ہے مگر دوسروں کو ہدفِ تنقید بنائے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی انہیں اس سے بڑھ کر مار کیا ہوگی کہ وہ فاتحہ درود سے محروم ہو چکے ہیں۔۔۔ ”مر گیا مردود فاتحہ نہ درود“

○ عورت کے لئے جوازِ زیارت ☆ حدیث صحیح جسکو مشکوٰۃ میں احمدؒ نے روایت کیا ہے کہ ”حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اُس کمرہ میں (زیارت کے لئے) جایا کرتی جس میں رسول اللہ ﷺ (کی مزار) ہے اور اُسوقت میں بغیر (چادر و برقعہ) کے جاتی چونکہ یہ میرے شوہر ہیں (یعنی رسول اللہ ﷺ) اور پھر حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی وفات کے بعد اُن کی مزار جو کہ آنحضورؐ کے کاندھے مبارک کے قریب ادباً کچھ نیچے ہے (اُسوقت ویسے ہی بے نقاب بغیر چادر اوڑھے) حاضر ہوا کرتی چونکہ یہ میرے باپ (ابو بکرؓ) ہیں ان سے حجاب کیا۔ پھر جب اُسی کمرہ و حجرہ میں جب حضرت عمرؓ بھی مدفون ہوئے تو قسم خدا کی میں کبھی حجرہ میں داخل نہیں ہوئی مگر اس حال میں کہ چادر اوڑھے ہوئے اپنے کپڑوں پر۔ وہ اس لئے کہ حضرت عمرؓ سے گوشہ و پردہ کے تحت۔ (اس حدیث کے علاوہ حدیث صحیح ترمذی کی ایک حدیث سے بھی ثابت ہے کہ حضرت سیدہ عائشہؓ جب حج کے لئے مکہ میں آئیں تو اپنے بھائی حضرت عبدالرحمن بن ابوبکرؓ کی مزار پر گئیں اور اُنکی یاد میں ایک شعر بھی پڑھا) (رواہ ترمذی)

○ جوازِ عدم زیارت برائے مستورات کی اصل وجہ : ترمذی شریف کی ایک حدیث میں وارد ہے کہ حضورؐ نے قبور کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے تو یہ جیسا کہ اُسی حدیث کے ساتھ ہی مُسلک لکھا ہوا ہے کہ پہلے آپؐ نے اُسکی اجازت نہیں دی تھی مگر پھر بعد میں اُسکی اجازت دے دی فَلَمَّا أَرَخَصَ دَخَلَ فِي رُخْصَتِهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ اور یہ اجازت مردوں اور عورتوں دونوں کو شامل ہے (حوالہ حدیث ترمذی)

میّت پر رونے کا جواز

تَرَىٰ أَيْتُنَّهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ ۝ (۷/۱)

آپ دیکھیے انھیں اے محمد صلعم کے آنکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں (وہ اسلئے کہ) انہوں نے حق بات پہچان لی۔ ☆ حدیث صحیح بخاری میں یہ وارد ہے (جس کا مفہوم یہ ہے) حضرت سیدنا عمرؓ نے حضرت صہیبؓ سے یہ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”میّت کو اُس کے گھر والوں کے رونے کے سبب سے عذاب ہوتا ہے“ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ جب حضرت سیدنا عمرؓ انتقال کر گئے تو میں نے یہ حدیث اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہؓ سے بیان کی تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ عمرؓ پر رحم کرے! اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ اللہ مومن کو اس کے گھر والوں کے رونے کے سبب سے عذاب دیتا ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کافر کا عذاب اُس کے گھر والوں کے رونے کے سبب سے زیادہ کر دیتا ہے۔ اور آپ (حضرت عائشہؓ) نے فرمایا کہ تمہارے لئے (اس کے ثبوت میں) قرآن کافی ہے کہ کوئی گنہگار دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ (۲۲/۱۵) (یہ سن کر حضرت ابن عباسؓ نے آپ کی تصدیق میں یہ کہا) هُوَ اضْحَكَ وَابْكِي (اللہ ہی ہنساتا ہے اور اللہ ہی رلاتا ہے) (۷/۱۷) اس تفصیلی حدیث کا مطلب میّت پر رونا ناجائز نہیں بلکہ جائز ہے۔ ہاں آپؐ نے واویلہ کرنے یعنی بہت بے تکے انداز میں رونے پلانے سے اور گریباں چاک کرنے سے منع فرمایا ہے۔

جیسا کہ بخاری شریف کی اس حدیث میں وارد ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جس نے اپنے چہرے کو پیٹا اور گریباں (کپڑوں کو چاک کیا اور جاہلیت کی سی پکار پکارے یعنی واویلہ کرے۔ ۝

حضورؐ کے رونے کا جواز

☆ حدیث صحیح بخاری شریف میں وارد ہے کہ آپؐ نے اپنے فرزند حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو گود میں لیا اور اُنکے چہرہ مبارک پر بوسہ دیا جبکہ وہ جاں بحق ہو رہے تھے رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے آپؐ کے اس رونے پر حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ رو رہے ہیں؟

تب آپؐ نے فرمایا اے ابن عوفؓ اِنَّهَا رَحْمَةٌ، میرا یہ رونا تو خدا کی طرف سے شفقت و رحمت ہے۔ پھر آپؐ اور رونے لگے اور اپنے ننھے فرزند حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرف دیکھ کر یہ روتے ہوئے فرمایا۔

﴿﴾ اذان اور وسیلہ محمدیؐ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ ۝ (۶/۱۰)

اے ایمان والو! خدا سے ڈرتے رہو۔ اور اُس کے قُرب کا ذریعہ وسیلہ (وسیلہ محمدیؐ) تلاش کرتے رہو۔
○ حدیث صحیح مسلم میں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مؤذن کی اذان سنو تو پس وہی الفاظ کہو جو وہ کہتا ہے (پھر اذان کے بعد) دُرود بھیجو مجھ پر پس جو شخص دُرود بھیجگا مجھ پر ایک بار تو اللہ اُس پر دس بار رحم کریگا پھر اللہ سے میرے لئے وسیلہ طلب کرو ○ پس جو شخص کہ میرا وسیلہ لے اس پر میری شفاعت حلال ہے ○

اذان کے بعد کی دعا

جو کہ وسیلہ محمدیؐ کا جواز ہے

حدیث صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اذان سن کر یہ دعا پڑھی تو حلال ہو گئی اُس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت ○ (اور وہ دعا یہ ہے) جو آج بھی عرب و عجم میں پڑھی جاتی ہے۔

اللَّهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ اِنْتَ (سَيِّدِنَا) مُحَمَّدِنِ الْوَسِيلَةِ وَالْفَضِيلَةِ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَحْمُوداً اِنَّ الَّذِي وَعَدْتِ (اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيَاد) ○
(اذان) اے اللہ! اس پوری دعا کے پروردگار اور قائم رہنے والی نماز کے پروردگار سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کو وسیلہ اور انھیں فضیلت عطا کرو اور اُن کو اُس مقام محمود (مقام شفاعت) عطا کرو جس کا آپنے (قرآن میں) وعدہ فرمایا ہے بے شک آپ وعدہ خلاف نہیں ○

ہے تیرا واسطہ تاثیر دعا کا ضامن ہاتھ جنبش ہی میں رہتے ہیں کہ بھر جاتے ہیں جناب رحمت عالم کی رحمت کا وسیلہ ہے خدا جن پر ہے شیدا اُن کی الفت کا وسیلہ ہے عبادت کا وسیلہ زاہد و تم کو مبارک ہو سلامت ہمکو حضرت کی شفاعت کا وسیلہ ہے

از : حضرت سیدی غوثی شاہ

صحیح طریقہ دُعا اور دُرود کی فضیلت

(یعنی بغیر دُرود کے دعاء بھی قبول نہیں)

جامع ترمذی، سنن ابوداؤد اور سنن نسائی میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا : جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے (دعا کرنے سے پہلے) اُس کو چاہیے کہ اللہ کی حمد و ثناء کرے پھر اُس کے رسولؐ پر دُرود بھیجے اُس کے بعد جو چاہے اللہ سے مانگے۔

﴿﴾ اذان اور وسیلہ محمدیؐ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ ۝ (۶/۱۰)

اے ایمان والو! خدا سے ڈرتے رہو۔ اور اُس کے قُرب کا ذریعہ وسیلہ (وسیلہ محمدیؐ) تلاش کرتے رہو۔
○ حدیث صحیح مسلم میں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم موزن کی اذان سنو تو پس وہی الفاظ کہو جو وہ کہتا ہے (پھر اذان کے بعد) دُرود بھجو مجھ پر پس جو شخص دُرود بھجیگا مجھ پر ایک بار تو اللہ اُس پر دس بار رحم کریگا پھر اللہ سے میرے لئے وسیلہ طلب کرو ○ پس جو شخص کہ میرا وسیلہ لے اس پر میری شفاعت حلال ہے ○

اذان کے بعد کی دعا

جو کہ وسیلہ محمدیؐ کا جواز ہے

حدیث صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اذان سن کر یہ دعا پڑھی تو حلال ہو گئی اُس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت ○ (اور وہ دعا یہ ہے) جو آج بھی عرب و عجم میں پڑھی جاتی ہے۔

اللَّهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ اِنْتَ (سَيِّدِنَا) مُحَمَّدَنِ الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَحْمُوداً اِنَّ الَّذِي وَعَدْتَ (اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيَاد) ○
(اذان) اے اللہ! اس پوری دُعا کے پروردگار اور قائم رہنے والی نماز کے پروردگار سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کو وسیلہ اور انھیں فضیلت عطا کرو اور اُن کو اُس مقام محمود (مقام شفاعت) عطا کرو جس کا آپنے (قرآن میں) وعدہ فرمایا ہے بے شک آپ وعدہ خلاف نہیں ○

ہے تیرا واسطہ تاثیر دعا کا ضامن ہاتھ جنبش ہی میں رہتے ہیں کہ بھر جاتے ہیں جناب رحمت عالم کی رحمت کا وسیلہ ہے خدا جن پر ہے شیدا اُن کی الفت کا وسیلہ ہے عبادت کا وسیلہ زاہد و تم کو مبارک ہو سلامت ہمکو حضرت کی شفاعت کا وسیلہ ہے

از : حضرت سیدی غوثی شاہ

صحیح طریقہ دُعا اور دُرود کی فضیلت

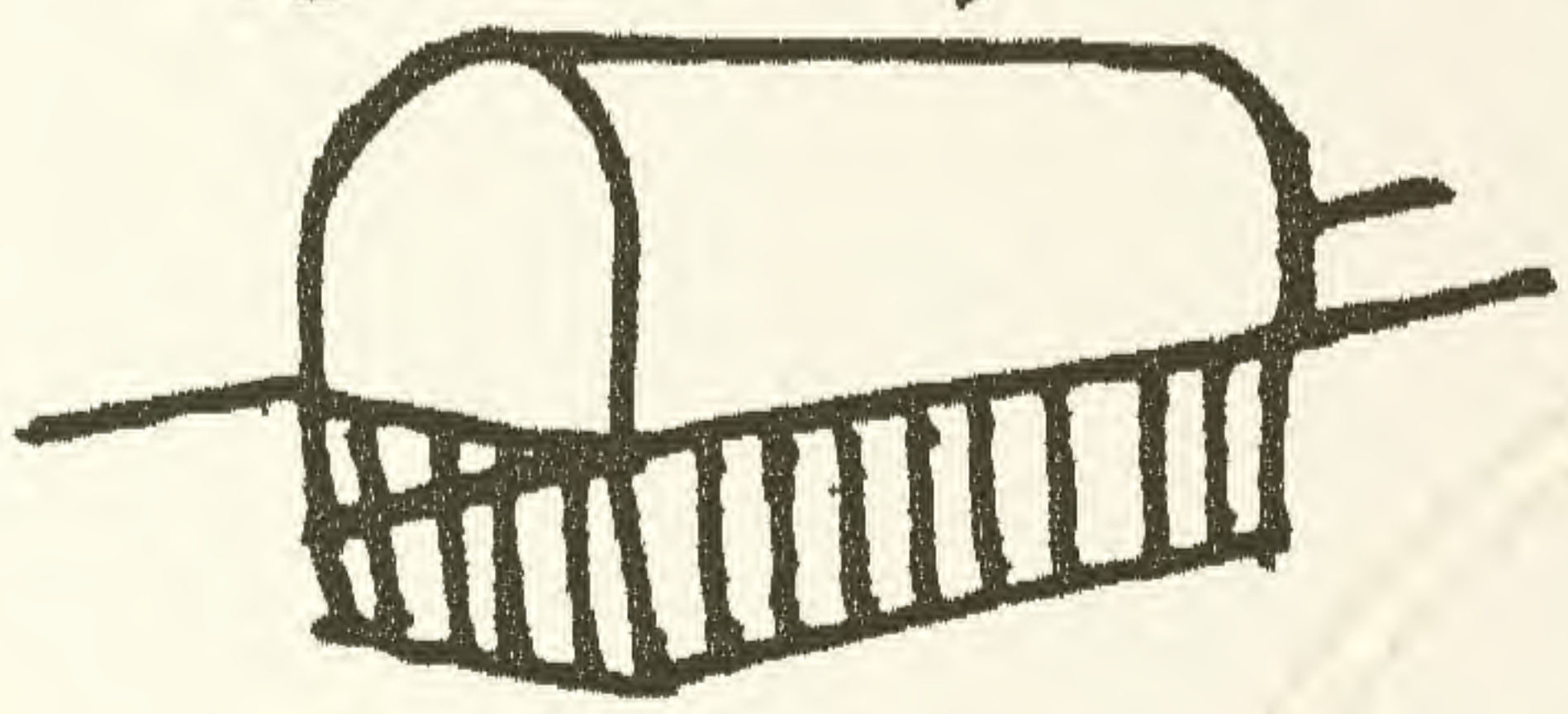
(یعنی بغیر دُرود کے دعاء بھی قبول نہیں)

جامع ترمذی، سنن، ابوداؤد اور سنن نسائی میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا : جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے (دعا کرنے سے پہلے) اُس کو چاہیے کہ اللہ کی حمد و ثناء

فصلیتِ درود

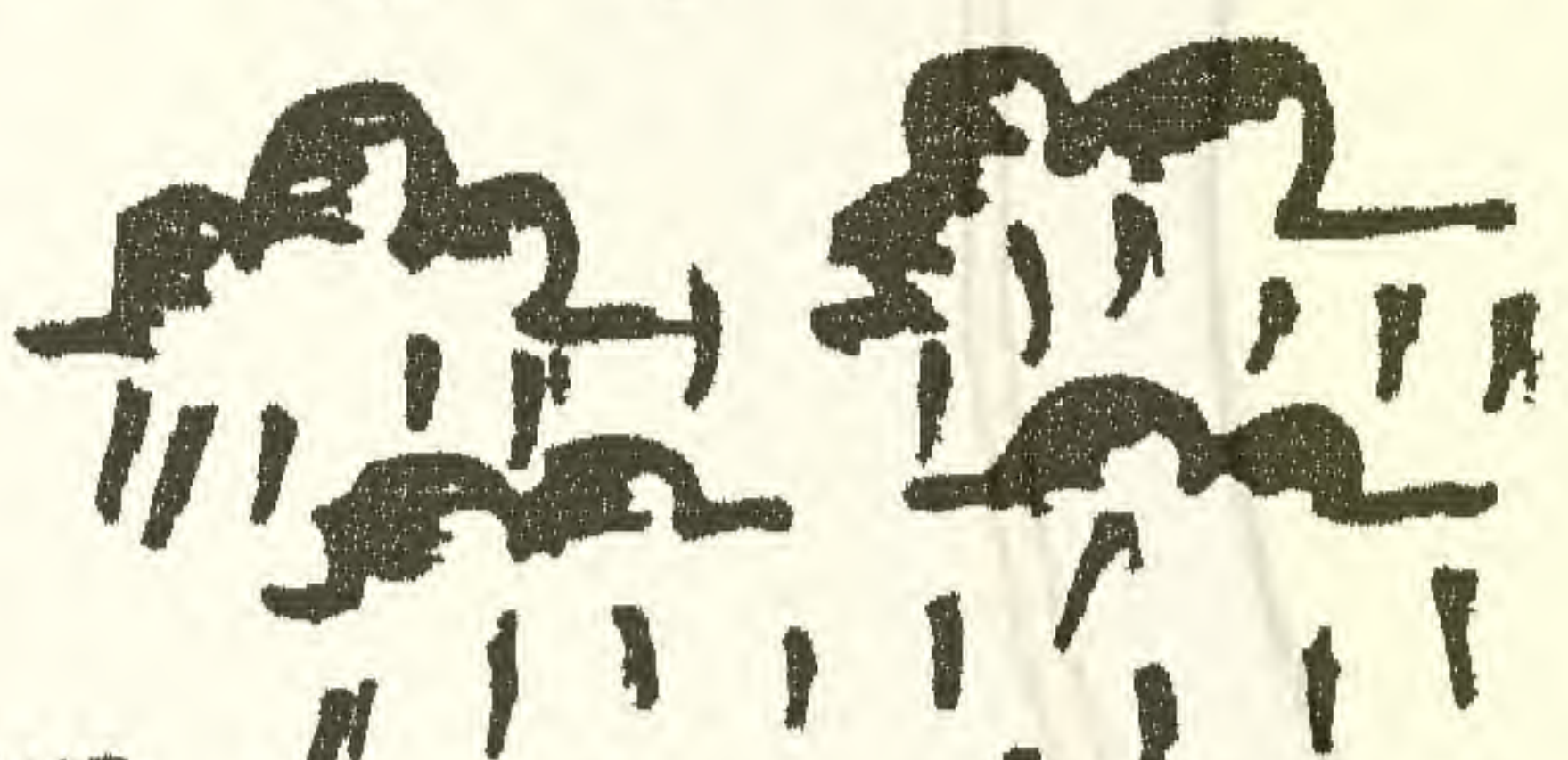
☆ جامع ترمذی نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ **إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَى نَبِيِّكَ ﷺ** ○ ”دعا آسمان اور زمین کے درمیان ہی رُک رہتی ہے (یعنی اللہ کے پاس پہنچ ہی نہیں سکتی) جب تک کہ تم اپنے نبی سید الانبیاء حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود نہ بھیجو ○ یا راں کہدو کون کے مقصود پر درود

اُس احمد محمد و محمود پر درود (حضرت شاہ کمال)



جواز غائبانہ نماز جنازہ

☆ ترمذی شریف کی ایک حدیث باب الجنائز میں وارد ہے کہ حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے یہ فرمایا کہ تمہارے بھائی نجاشیؓ (اصحٰہ نجاشی جو کہ حبشہ کے بادشاہ تھے) کا انتقال ہو گیا اُٹھو اور اُس پر یعنی اُن کے لئے نماز جنازہ پڑھو۔ پس ہم کھڑے ہوئے اور اسی طرح صفیں باندھیں جس طرح میت پر پڑھی جاتی ہے ○ اس حدیث کو صحیح بخاری نے بھی روایت کی ہے پس اس حدیث سے غائبانہ نماز جنازہ کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ ○

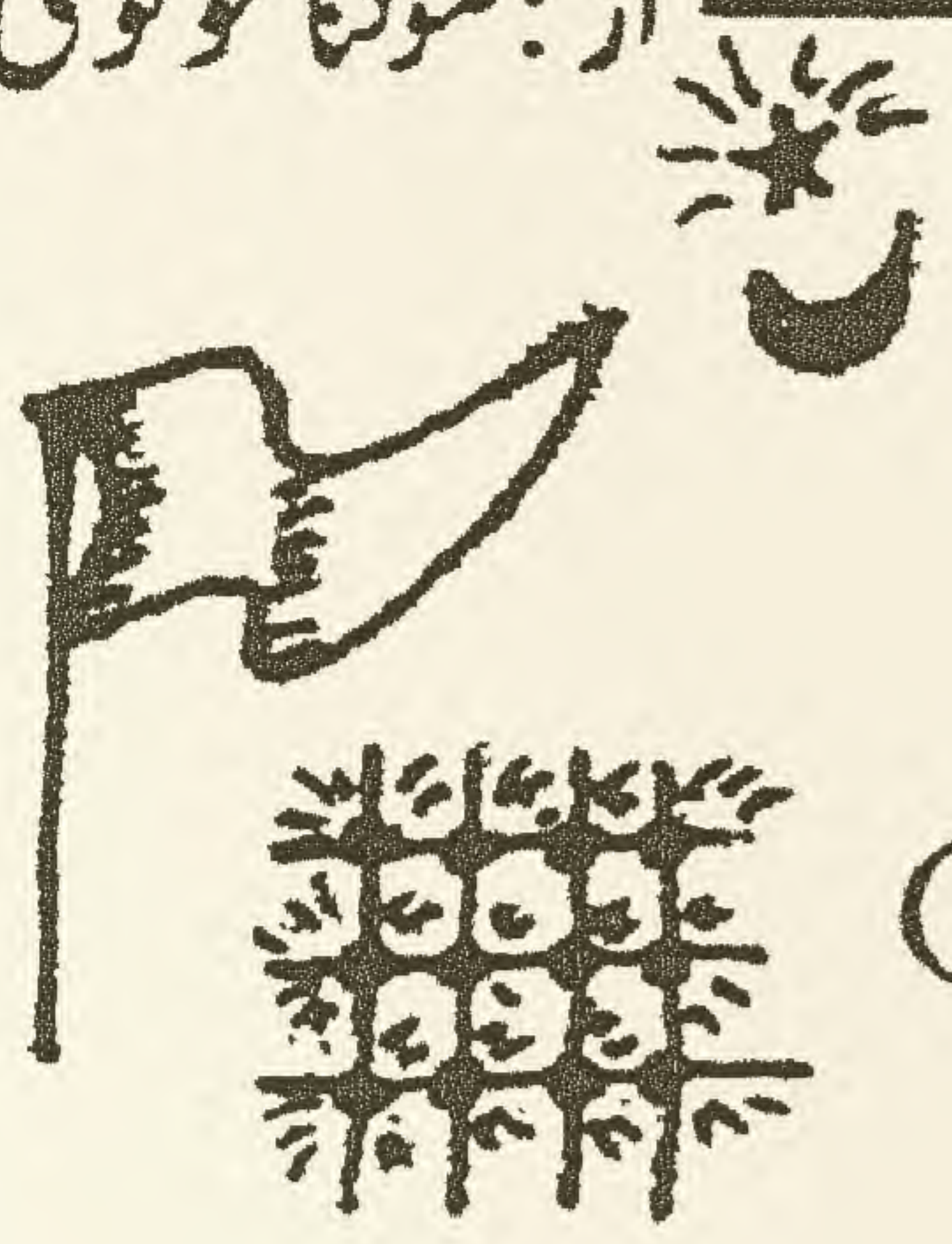


جواز نماز استسقاء

☆ احادیث صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ نماز استسقاء (طلب بارش کی نماز) کے لئے عید گاہ کی طرف چلے۔ آپؐ نے لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی جن میں بلند آواز سے قرائت کی پھر قبلہ رخ ہو کر دعا مانگی اور دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے پھر چادر کو قبلہ رخ کھڑے ہو کر پھیرا۔

اس متفق علیہ حدیث کی روشنی میں مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ حضورؐ کی اس (مذکورہ) سنت پر عمل کریں اور اُسکے فوائد حاصل کریں کچھ عجب نہیں کہ حضورؐ کی اس سنت پر عمل کرنے سے رَبُّ السَّمَاءِ آسمان سے رحمتِ باران کو نازل فرمائے ○

آواے دوست آو ادھر کو سازِ اُلفت کا پھر کوئی چھیڑو
دیکھو چھائے گٹھادیکھو مچلے فضاءِ رخ پہ کا گل سنور نے لگے ہیں



جوازِ میلاد النبی ﷺ

وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ (قرآن) (۴/۱۶)

سلام ہے اُن پر جب کہ وہ پیدا ہوئے

جب خدا نے حضرت یحییٰؑ اور عیسیٰؑ کی پیدائش کے دن کو مبارک اور مسعود بتایا ہے اور اُن کی پیدائش پر اُنھیں سلام کہا ہے تو جو سید الانبیاء اور سید المرسلین ہے اور اللہ کے حبیب ہیں اُن کی پیدائش کا کیا کہنا کے جنکے صدقے میں یہ کائنات بنی اور بنتی چلی جا رہی ہے اسی لئے اللہ نے آپ کی آمد کو کسی نام کے ساتھ وابستہ کر کے نہیں بتایا بلکہ آپ کی آمد کے تعین کا نام ”نور“ رکھا وہ اس لئے کہ اُسی نور سے اعیانِ ثابۃ یا کُل جہاں کا ظہور ہو رہا ہے جیسا کہ سورۃ مائدہ کی آیت نمبر ۱۵ میں ارشاد باری ہے کہ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ، وَكِتَابٌ مُبِينٌ (۱/۶) تحقیق تمہارے پاس اللہ کا نور (حضور سیدنا محمد ﷺ) اور کھلی کتاب (قرآن) آچکی ہے تفسیر حقانی ہو کہ تفسیر روحانی بڑے بڑے نامور مفسرین نے یہاں نور سے مراد حضور ہی کی ذاتِ مبارکہ کو لیا ہے اور مراد لینے کی ضرورت بھی کیا ہے جبکہ کھلے طور پر خود حق تعالیٰ حضور کو نور کہہ رہے ہیں تو اس میں شک یا تاویل کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے ہاں افہام و تفہیم کے لئے جائز ہے احادیثِ نبویہ سے ثابت ہے کہ حضورؐ نے خود کہا ”أَنَا مِنْ نُورِ اللَّهِ وَخُلِقَ كُلٌّ مِنْ نُورِي“ میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام اشیاء میرے نور سے ہیں۔

نور اُس کا ہے ظہور اُس کا ہے جو نہ دیکھے ، قصور اُس کا ہے

یعنی اللہ بھی نور ہے قرآن بھی نور ہے اور جس پر قرآن نازل ہوا وہ بھی نور ہے

جوازِ میلاد ! حضرت ابو عبد اللہ بن الحجاج مدخل میں لکھتے ہیں۔

یہ مہینہ ربیع الاول کا ہے اللہ نے ہم پر احسان فرمایا ہے کہ اس میں ایسے سید الاولین والاخرین کو پیدا کئے جب یہ مہینہ آیا کرے ہمیں چاہیے کہ بہت زیادہ نیکیاں اس مہینہ میں کیا کریں اور خود حضور ﷺ نے بھی اس مہینہ کے فضیلت کی طرف اشارہ فرمایا ہے کیوں کہ پیر (دوشنبہ) کے دن آپ اکثر روزہ رکھا کرتے تھے جب کسی نے پوچھا کہ آپ روزہ کیوں رکھتے ہیں تو فرمایا کہ میں اس روز پیدا ہوا ہوں۔ پس اس سے اس ماہ مبارک کی بزرگی اور جوازِ میلاد کا ثبوت ملتا ہے۔

(ماخذ: بدعت حسنہ مصنفہ حضرت سیدی پیر صحوٰی شاہ)

(میلاد النبی) ایک اور جواز

حدیث نبویؐ میں ہے کہ حضورؐ نے حضرت ہلالؓ کو دو شنبہ (پیر) کے دن روزہ رکھنے کے لئے کہا۔ حضرت ہلالؓ نے فرمایا کہ کس لئے؟ تب آپؐ نے فرمایا کہ ”ذَٰلِكَ يَوْمٌ وُلِدْتَ فِيهِ هَذِهِ الْيَوْمُ“ ۰ یعنی اس دن میں پیدا ہوا ۰

۰ حضورؐ کے چچا حضرت سیدنا عباس بن عبدالمطلبؓ نے حضورؐ کی میلاد سے متعلق بہت خوب کہا ہے
وَأَنْتَ لَمَّا وَلِدْتَ اَشْرَقْتَ الْاَرْضَ وَضَاءَتِ بَنُورُكَ الْاَفْقَ
(اے محمد صلیم) جب آپؐ پیدا ہوئے تو چمک اٹھی زمین اور روشن ہوئے آسمان آپؐ کے نور سے

۰ خلیفہ اول حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے آپؐ کی شان میں کہا ہے

فَصَلِّ عَلَى الْمَلِكِ وَلِيِّ الْعَبَا دُورَبَ الْعِبَادِ عَلَى اَحْمَدًا
مالک دو جہاں اور بندوں کے والی احمد مجتبیٰ پر درود و سلام بھیجے
۰ حضورؐ کے درباری شاعر حضرت حسان بن ثابتؓ نے کہا ہے

وَشَقَّ لَهُ مِنْ اَسْمِهِ لِيَجْلَهُ فَذُو الْعَرْشِ مُحَمَّدٌ وَهَذَا مُحَمَّدٌ
(یا رسول اللہ صلیم) خدا نے آپؐ کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے آپؐ کا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے
دیکھو رب العرش تو محمود ہے اور یہ آپؐ محمد صلیم ہیں۔

۰ حضرت امام نوویؒ فرماتے ہیں۔

حضورؐ کی میلاد منانادلوں کو راحت عطا ہے

۰ علامہ ابن جرزی (متوفی ۸۰۴ھ) کہتے ہیں کہ محفل میلاد گویا شیطان کے لئے ذلت اور اہل ایمان کے سرور و شادمانی کا باعث ہے۔

۰ عرب و عجم کے مستند اور مشہور مفسر و بزرگ حضرت جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ہمارے لئے مستحب ہے محفل میلاد جلسہ عام اور اطعام طعام وغیرہ۔

۰ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ جیسے نامور بزرگ بھی میلاد النبیؐ کے قائل تھے اور میلاد النبیؐ کی محفلوں میں بھی شریک ہو کر برکات

میلاد سے استفادہ بھی کیا کرتے تھے۔ حاصل مقصد: جب ان متذکرہ نامور بزرگوں نے میلاد النبیؐ کو جائز قرار دیا تو یہ آجکل کے بے سند کتابی ملاؤں کی حیثیت ہی کیا ہے ان کا علم کتنا، انکی

قابلیت کتنی ویسے میلاد النبیؐ سے چڑنے والے زیادہ تر شدت پسند ہی ہیں۔

مسلمان یہ یاد رکھ لیں کہ:

عید میلاد النبیؐ سے ناخوشی منافقت ہے!

جد امجد کنز العرفان ابوالایقان اعلیٰ حضرت سیدی غوثی شاہ صاحب قبلہؒ نے اپنے مشہور نعتیہ کلام طیباتِ غوثی میں حضورؐ کی میلاد پر بہت خوب اشعار لکھے ہیں۔

نور ہے چاروں طرف صلّ علیٰ آج کے روز
گنج مخفی سے نکل آیا وہ لعلِ روشن
ہوئے پیدا شہرہ ہر دوسرا آج کے روز
نور سے بھر گئے سب ارض و سما آج کے روز
گونج اُٹھی نامِ محمدؐ کی دو عالم میں صدا
بھاگ کر ہیں کہیں شیطان چھپا آج کے روز
دھوم دو جگ میں ہے یہ آمدِ شہہ کی غوثی
عید ہے صلّ علیٰ صلّ علیٰ آج کے روز
اور اسی کتاب کی دوسری نعتِ میلاد بھی خوب لکھی۔

جہاں میں اب وہ نور خالق کون و مکاں آئے
وہ آئے نور سے جن کے ہوئے دونوں جہاں روشن
مبارک مومنوں کو بادشاہِ دو جہاں آئے
ظہورِ ذاتِ حق آئے نشانِ بے نشاں آئے
وہ آئے جن کے لئے سب انبیاءؑ آئے
وہ آئے جن کے باعث بن کے یہ کون و مکاں آئے
بھکاری جن کے در کے ہو گئے شاہانِ زمانہ بھی
وہ آئے جن کے آئے کی بشارت خود خدا نے دی
فدا کیوں اپنے مولا پر نہ ہوں سو جان سے غوثی

(ماخذِ طیباتِ غوثی)

آنحضور خاتم النبیین حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی صحیح تاریخ پیدائش دو شنبہ (پیر) کے دن ۹ ربیع الاول یکم سن عام الفیل مطابق ۲۲ / اپریل ۱۷۵۷ء و مطابق یکم جیٹھ بوقت صبح صادق جائے پیدائش مکہ معظمہ ہے چونکہ اکثر محققین و سیرت نگار اسی تاریخ پر متفق ہیں۔ چنانچہ میرے پڑدادا الحاج حضرت سیدی کریم اللہ شاہؒ پھر آپکے فرزند خلیفہ و جانشین الحاج حضرت سیدی غوثی شاہ صاحب (جو کہ الحاج حضرت سیدنا مچھلی والے شاہ صاحب قبلہ کے بھی خلیفہ و جانشین ہیں) پھر (حضرت غوثی شاہ صاحبؒ) کے فرزند خلیفہ و جانشین الحاج حضرت سیدی و والدی پیر صہوی شاہ علیہ الرحمہ ۹ / ربیع الاول ہی کو ”عید العیاد“ (عیدوں کی عید) کے عنوان سے ہر سال جشن میلاد النبیؐ مناتے تھے اور ان کے ۱۷۹۷ء میں پردہ فرمانے کے بعد سے آج ۲۲ سال سے فقیر (غوثی شاہ) جو انکا فرزند خلیفہ و جانشین و سجادہ نشین بھی ہے ہر سال اپنے شیوخ سلاسل اور آباواجداد کی سنت پر جشن میلاد النبیؐ مناتے آرہا ہے اگر دوسرے حضرات ۱۲ ربیع الاول کو جشن میلاد منارہے ہیں تو ہم کو کوئی اعتراض نہیں۔ چونکہ صرف ماہِ محرم کو چھوڑ کر ہر دن اور ہر رات ہر سال کے ۱۱ مہینے حضورؐ کی میلاد منائی جاسکتی ہے۔

فرقہ تفضیلیہ

☆ حضرت خلیفہ رسول اللہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ پر حضرت امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی افضلیت کا قائل بدعتی ہے اس سے راہ و رسم رکھنا ممنوع ہے (صفحہ ۸۴) (فتاویٰ جامع نظامیہ) اس قسم کے عقائد رکھنے والے کو تفصیلی فرقہ کہتے ہیں اس فرقہ کا بانی۔ ”ابن سبا“ (متوفی ۷۵ھ) ہے

نماز کے بعد دعا (جواز)

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کتاب التشریف بمعرفۃ احادیث والتصوف میں الخشوع فی الصلوٰۃ والدعاء عقیبہا کے زیر عنوان حدیث بیان کرتے ہیں۔

الحدیث۔ اَنْتُمْ الصَّلٰوةَ تَمْسُكُنْ وَ اَضَعُ وَ تَضَرَعُ وَ تَاوَهُ وَ تَنَادِمٌ وَ تَقْنَعُ يَدَيْكَ فَتَقُولُ اَللّٰهُمَّ اَللّٰهُمَّ فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَهِيَ خَارِجٌ۔ نماز صرف ان چیزوں کا نام ہے اظہار مسکنت اور تواضع اور تضرع اور رقتِ قلب اور اظہارِ ندامت اور یہ کہ دونوں ہاتھ اٹھا کر اَللّٰهُمَّ اَللّٰهُمَّ کہو۔ یعنی دعا کرو جو شخص ایسا نہ کرے اس کی نماز ادھوری ہے۔

ترمذی، نسائی اور صحیح ابن خزیمہ میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو دعا کرنے کے لئے اس طرح ہاتھ اٹھاؤ کہ ہتھیلیوں کا رخ چہرے کی طرف رہے اور یا رب (یا اللہ یا اللہ) کہو اور جو ایسا نہ کرے اس کی نماز ناقص ہے۔

و۔ دو چیزوں پر اس سے دلالت ہوئی ایک خشوع کا نماز میں مطلوب ہونا دوسرے نماز کے بعد دعا مشروع ہونا قلت دل علی مطلوبیۃ الخشوع فی الصلوٰۃ و علی مشروعیۃ الدعاء عقیب الصلوٰۃ کما هو معتاد الصلحاء والمصلّین فان رفع الیدین فی الصلوٰۃ لایکون فی حاق الصلوٰۃ۔

جیسا کہ صلحاء اور نمازیوں میں معتاد ہے کیونکہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا نماز کے اندر تو ہو نہیں سکتا۔ پس ثابت ہوا کہ نماز کے بعد آواز کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا فعل سنت ہے (ماخذ التشریف) ضرورتِ بیعت؟

اِنَّ الَّذِیْنَ یُثْبَاتُ عَلَیْهِمْ اَنْ یُّبَایِعُوْا اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ۔ بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے اللہ کا ہاتھ ہے ان کے ہاتھوں پر۔

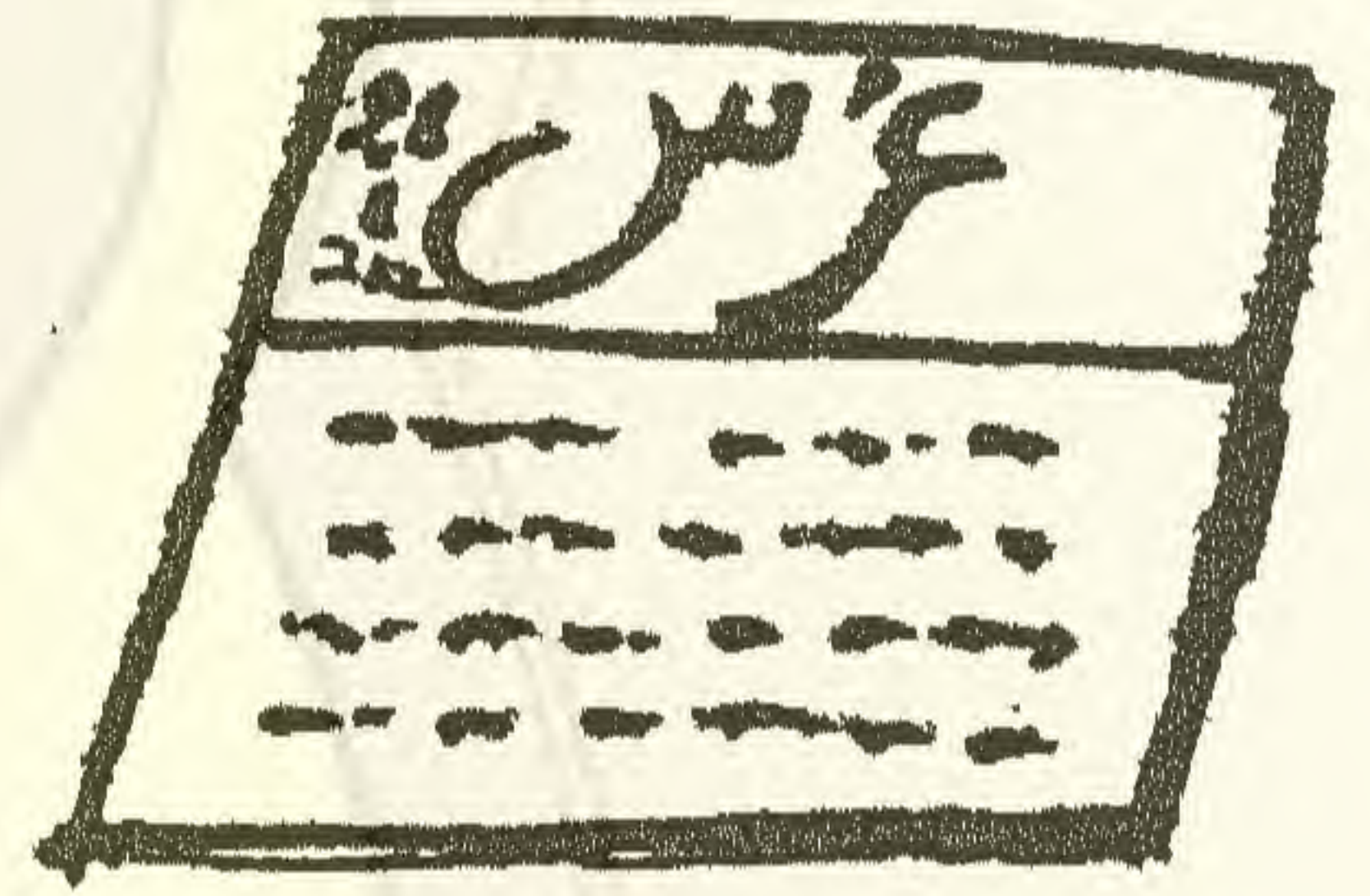
بخاری شریف جلد دوم کتاب التفسیر پارہ ۲۰ میں ارشاد رسالت مآبؐ ہے :

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ کی مجلس میں اصحابِ کبارؓ حاضر تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ آؤ مجھ سے اس

بات پر بیعت کرو کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی شے کو نہیں ملائیں گے یعنی کسی قسم کا شرک نہیں کریں گے اور نہ چوری کریں گے نہ زنا، اور اپنی اولاد کو نہ مار ڈالیں گے اور نہ کسی پر بہتان باندھیں گے۔ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان اور نہ کوئی حکم شرعی کے خلاف کریں گے۔

یہ حدیث بتا رہی ہے کہ یہ معاہدہ صحابہؓ کے ساتھ ہے جو مسلم و مومن ہیں، باوجود اس کے شرک نہ کرنے اور فسق سے بچنے کا اقرار لیا جا رہا ہے اگر اس سے صرف شرک فی المعبودیت کی نفی مراد لی جائے تو یہ انہیں حاصل ہی تھی تو پھر اس سے مقصد کیا تھا؟ وہ یہ تھا کہ حق تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کا بھی شرک نہ کیا جائے یعنی جیسے معبودیت کا شرک نکالا گیا ویسے ربوبیت کا شرک دور کیا جائے۔ یعنی حق تعالیٰ ہی کی قوت سے واسطہ رہے اور موصوفیت کا شرک بھی نکالا جائے یعنی ذات باعتبار وصفِ ظاہر بصیرت میں رہے تاکہ قطعاً شرک سے بالکل محفوظ ہو کر حق رسیدہ ہو جائے۔ لازم ہوا کہ کسی نہ کسی ”پیر کامل“ سے بیعت ضروری ہے۔ بیعت سے متعلق جدا مجد العحضرت سیدی غوثی شاہ صاحب قبلہؒ کی مشہور کتاب ”مقصد بیعت“ ضرور پڑھیے۔

جوازِ عرس



(ماخذ ”بدعت حسنہ“ مصنفہ حضرت سیدی صحو شاہ)

أَذْكُرُ مُحَاسِنُ مُؤْتَاكُمْ (ابن ماجہ) حضورؐ نے فرمایا کہ تم اپنے گزرے ہوئے لوگوں کی خوبیاں اور اچھائیاں بیان کرتے رہو اور آپؐ نے فرمایا۔ ذِکْرُ الصَّالِحِينَ كَفَّارَةٌ لِلذُّنُوبِ وَتَنْزِيلُ الرَّحْمَةِ (دیلی) یعنی صالحین اولیاء کا ذکر کرنا یا انکی یاد منانا گناہوں کا کفارہ اور نزولِ رحمت کا باعث ہے۔

یہ تقریب بھی کسی میت کے سالانہ فاتحہ کی طرح ہوتی ہے اس میں کسی مردِ صالح، کسی بزرگ اور شیخ اور شیخ کی قبر پر بغرض ایصالِ ثواب معتقدین مریدین و وابستگان کا سالانہ اجتماع ہوتا ہے جس کا مقصد اجتماعی طور پر صاحبِ مزار کے لئے مغفرت طلبی اور اُن سے استفادہ باطنی ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ان مجالسِ خیر میں حلقہ ذکر و مواعظ بھی منعقد کی جاتی ہیں تاکہ تضييع اوقات کی جائے صحبت صالحین کی وجہ سے ازیاد ایمان تجدید دین کی گرم بازاری رہے اور اس موقع پر ایصالِ ثواب کے طور پر اطعامِ طعام وغیرہ بھی کیا جاتا ہے غرض اس طرح کا اجتماع بھی حضور صلعم سے ثابت ہے کہ دُر منشور اور تفسیر کبیر میں ہے کہ حضور صلعم شہداءِ اُحد کی قبروں پر ہر سال کے آغاز پر تشریف لے جاتے تھے اور فرماتے تھے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی

الدار۔ اور اس طرح آپ کے بعد بھی خلفائے اربعہ کا یہی طریقہ عمل رہا۔

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ بھی اپنے والد ماجد کا ہر سال عرس منایا کرتے تھے جس پر کسی مولوی صاحب نے اُن کے اس عمل پر اعتراضاً استفہار کیا تو آپ نے جواب میں لکھا کہ ایسا اعتراض جمالت ہے (چونکہ عرس) ایک امر مستحسن ہے کہ اس میں ایصالِ ثواب فاتحہ کھانا کھلانا مٹھائی تقسیم کرنا سب ہی بہ اتفاق علماء خوب ہے اور عرس کا تعین بھی اسی لئے کہ اس میں دارالعمل سے دارالثواب کی طرف اس کی منتقلی عمل میں آتی ہے فقیر غوثی شاہ کہتا ہے کہ خدا کے ارشاد مبارک **فَاذْكُرُونِي** (تم مجھے یاد کرو) کے تحت سچے مسلمان یا اللہ والے زندگی بھر اللہ کو یاد کرتے رہے اور اللہ ہی کا نام لے کر **(اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوتُ)** کے تحت واصلِ حق ہو جاتے ہیں اور ان کے پردہ فرمانے کے بعد **فَاذْكُرُونِي** کے ساتھ **اَذْكُرْكُمْ** (میں تمہیں یاد کرونگا) کی کاروائی اللہ کی طرف سے شروع ہو جاتی ہے اور حقیقتاً عرس اللہ کا اپنے بندوں کی یاد کو جیتک وہ چاہے قائم رکھنے کا نام ہے۔۔۔

یادِ صحوٰ منار ہے ہیں ہم شمعِ عرفاں جلا رہے ہیں ہم
آج محفلِ سجا کے نورانی جلوہ حق دکھا رہے ہیں ہم

جوازِ قیام برائے تعظیم علماء و مشائخ و مسلم سیاسی قائدین

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ہم لوگوں کے ساتھ باتیں کیا کرتے تھے پھر جب اُٹھتے تو ہم لوگ سب اُٹھ کھڑے ہوتے اور شہرے رہتے یہاں تک کہ حضور صلعم اندر تشریف لے جاتے۔ (ابوداؤد)

بخاری شریف میں ہے کہ حضورؐ نے حضرت سعد بن معاذ کو بنی قریظہ پر طلب فرمایا اور جب وہ آگئے تو اپنے لوگوں سے فرمایا **قَوْمُوا اِلَيَّ سَيِّدِكُمْ** یعنی اپنے سردار کی آمد پر احتراماً کھڑے ہو جاؤ۔ اس کے علاوہ احادیث سے حضرت عکرمہؓ اور حضرت جعفرؓ کے لئے خود حضور صلعم کا بہ نفسِ قیام فرمانا بھی ثابت ہے (حوالہ مشکوٰۃ)

جوازِ قیام برائے مہمان و غیر مسلم قائدین

ابن ماجہؒ نے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا **”اِذَا اَتَاكُمْ كَرِيْمٌ قَوْمٌ فَاکْرِمُوْهُ“** O جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز شخص آئے (یعنی وہ ہندو ہو یا مسلم) اُس کا احترام کرو (یعنی اُس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو) اس طرح مہمان بھی باہر سے آئے تو اُسکے لئے اُٹھ کر ملنا بھی جائز ہے اور اخلاق کا بھی تقاضہ ہے کیونکہ اُٹھ کر ملنا

بھی احترام میں شامل ہے اس لئے غیر مسلم قائدین کے لئے احتراماً اٹھنا جائز ہے۔
اسی بناء پر اولی الامر اور قابل احترام شخصیتوں کے لئے اکرام و استقبال کے طور پر قیام کو جائز بتایا گیا ہے چنانچہ حضرت امام مالک، امام مسلم، امام بخاری، امام ابو داؤد اور حمۃ اللہ علیہم اور دیگر آئمہ کرام بھی قیام تعظیمی کے جواز پر متفق ہیں۔

چنانچہ اسی لئے بہ اعتبار شریعت حسب ذیل مقامات پر قیام کو جائز قرار دیا گیا ہے
۱۔ باہر سے آنے والے کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا۔
۲۔ وضو کا پچا ہو اپانی پینے کے لئے تعظیماً کھڑا ہونا۔
۳۔ آبِ زمزم کو کھڑا ہو کر پینا۔

۴۔ عمامہ باندھنے کے لئے کھڑا ہونا۔ (بحالتِ مجبوری بیٹھ کر بھی عمامہ باندھا جاسکتا ہے)
۵۔ چلتے ہوئے شخص کا ازاں سنتے وقت کھڑا رہنا۔

۶۔ کبھی کھڑے ہوئے بھی ذکر کرنا۔ (ماخذ بدعت حسنہ) مصنفہ حضرت سیدی صحوی شاہ

خطاب یا محمدؐ یا غوثؒ یا صحویؒ

کتاب الشفاء میں حضرت قاضی عیاضؒ نے یہ روایت کی ہے کہ ایک بار حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے پاؤں میں چوٹیاں بھر گئیں کسی نے کہا آپ ایسے آدمی کو یاد کیجئے جو آپ کو بہت محبوب ہو تب حضرت عبداللہ ابن عمرؓ پکار اٹھے یا محمدؐ اور اسی وقت پاؤں کا سن پن دور ہو گیا۔
حضرت امام غزالی نے فرمایا کہ جس سے زندگی میں مدد مانگی جاسکتی ہے اس سے بعد وفات بھی مدد مانگی جاسکتی ہے (محوالہ اشعۃ الملعات باب زیارت قبور) غوثی شاہ کہتا ہے کہ جبکہ زندہ کا تعلق روح سے ہے اور مرنے کے بعد تو وہ اب روح بن کر تلوار بے نیام ہو چکا ہے جہاں چاہئے جدھر چاہئے سکند میں جائے اور مدد کر آئے اعلیٰ حضرت سیدی غوثی شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔

مدد کو آن پہونچے بعد مُردن دم میں کوسوں سے

کسی نے نعرہ مارا جس گھڑی یا شیخ اکبرؒ کا

مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی اپنے ترجمہ قرآن میں ”ایک نستعین“ کے تحت

فرماتے ہیں۔ ہاں اگر کسی مقبول بندے کو واسطہ رحمت الہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔

امداد الفتاویٰ مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب کی جلد ۴ کتاب العقائد الکلام کے صفحہ ۹۹

میں ہے جو ”استعانت واستمداد باعتبار علم و قدرت مستقل ہو وہ شرک ہے اور جو باعتبار عبادہ علم و

قدرت غیر مستقل ہو اور وہ علم و قدرت کسی دلیل سے ثابت ہو جائے تو جائز ہے خواہ مستور منہ حی ہو یا میت۔ ”یعنی وہ زندہ ہو یا میت ہو“۔ بانی دارالعلوم دیوبند مولانا قاسم نانوتی صاحب کا یہ شعر جوازِ یا محمدؐ کے لئے کافی ہے

مدد کر اے کرم احمدیؐ کہ تیرے سوا نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار
مشہور بزرگ حضرت عبدالرحمنؑ جانیؒ نے تڑپ کر حضرت غوثؒ کو جس انداز سے
پکارا ہے آج چھ سو سال سے لوگ اُس سے فائدہ حاصل کر رہے ہیں بلکہ اللہ ہی اُن کی لاج رکھ رہا ہے
غوثِ اعظم مددے یا شہرہ جیلاں مددے شاہ شاہاں مددے مرشدِ پاکان مددے
حضرت سیدنا شاہ کمالؒ فرماتے ہیں۔۔

سخت یا غوثؒ میں بیمار ہوں شیاء اللہ تیغ افکار سے افکار ہوں شیاء اللہ
تم کہے اپنے مریدوں کو دو عالم میں میں مٹھی از آفتِ دشوار ہوں شیاء اللہ
اسی طرح مجددؒ حضرت سیدی غوثی شاہ فرماتے ہیں۔ جو کہ آپ کا ۸۱ سال کی عمر میں لکھا گیا کلام ہے
تم مظهر حق ہو حق کے ولی یا عبدالقادر جیلانیؒ محبوب خدا دلہند نبیؐ یا عبدالقادر جیلانی
تم شاہِ شہاں سلطانِ عجم، غوثیؒ ہے تمہارا اک خادم رکھو لاج دو عالم میں میری یا عبدالقادر جیلانی
(ماخذ طیباتِ غوثی)

مسجد میں داخل ہونے کی دعا
(طریقہ رسولؐ و طریقہ صحابہؓ)

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ۝
اللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ۝ (ابوداؤد)

مسجد سے باہر آنے کی دعا

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ۝
اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ ۲۵۔ اللّٰهُمَّ اعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۝

ماخذ ابنِ سنی و ابوداؤد - ۲ - ابنِ ماجہ

صحابہؓ والی زندگی اپنانے والوں کے لئے لازم ہے کہ وہ ان متذکرہ دعاؤں کو مسجد میں آتے

جاتے ضرور پڑھیں۔

جوازِ شبِ بیداری

شبِ برأت اور شبِ قدر کو جاگنا فرض ہے اور شبِ معراج کو کوئی جاگ کر عبادت وغیرہ میں مشغول رہے تو یہ مستحب ہے اور جائز ہے اللہ نے سورۃ آلِ عمران میں فرمایا کہ

وَمِنَ اللَّيْلِ وَادْبَارَ النُّجُومِ ۝

اے محمد صلعم آپ رات کے بعض اوقات میں اور ستاروں کے غروب ہونے کے بعد (وقتِ سحر) بھی اللہ کی تسبیح و تحمید کیا کیجئے ۝

اور سورۃ مزل میں قُمْ اللَّيْلُ إِلَّا قَلِيلًا (رات کے کچھ حصہ میں) عبادت کے لئے) اٹھا کیجئے۔ مگر اس آیت سے بعض مفسرین نے تہجد کی نماز مراد لی ہے۔ کچھ ہی ہورات میں جاگ کر اللہ کی عبادت میں مصروف ہونا ایک اچھا عمل ہی ہے اور اس عمل خیر سے روکنا قرآن کی اس آیت کے مصداق ہے۔

مَنَاعٌ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٌ مُّزِيبٌ ۝ حدّ سے بڑھ گئے ہیں عمل خیر سے روکنے والے۔

بخاری شریف میں حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔

مَنْ تَعَارَا اللَّيْلُ۔۔ یعنی جو کوئی رات کو جاگ کر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (اور) الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ اور اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي کہہ کر خدا سے دعا کرے تو خدا اسکی دعا کو قبول فرماتا ہے۔

اس حدیث مذکور سے بھی کسی بھی رات میں جاگنے اور شبِ بیداری کرنے کا جواز نکلتا ہے۔ حضرت سیدی صفوی شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔

جب سے تمہارے عارض و گیسو پہ ہے نظر
ہر روز مجھ کو عید اور ہر شبِ برأت ہے



حضور کی جسمانی معراج

(فتاویٰ جامعہ نظامیہ)

نبی کریم ﷺ کو جسمانی معراج ہوئی تھی اور یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے جو شخص اس سے انکار کرے وہ بدعتی ہے (ماخذ فتاویٰ نظامیہ)

○

کہیں معراج کا کیا ذکر سبحان الذی اسریٰ
تھا جسم عنصری حضرت کا یوں تو نور کی بجلی
احد احمد ملے قوسین او ادنیٰ سے بھی آگے
بلانے آئے تھے جبریلؑ لیکن ساتھ وہ خود تھا
مگر پھر بھی سواری پر گئے حضرت براق آیا
یہ وہ تھے ، اور وہ یہ تھا ، مگر یہ عبد وہ مولا
(ماخذ طیباتِ غوثی مصنفہ حضرت مولانا غوثی شاہ)

سیر معراج

○

گرد میں جسکی تھے افلاک و زمیں آج کی رات
بن کے مہمان ہوا عرش نشین آج کی رات
مقتدی سب تھے نبیؐ اور امام اپنا رسولؐ
آمد آمد ہی کی اک دھوم مچی تھی ہر جا
خشش ہر ایک کو وہ مہر رسالت نے ضیا
ہو کے سدرہ سے پڑے اور پڑے اور پڑے
قدم افلاک سے اونچے ہی ہوئے جاتے تھے
حد پرواز سے آگے نہ بڑھا کوئی بھی
قاب قوسین تھی معراج میں روداد وصال
اپنی تقدیر پہ تقدیر کو بھی ناز تھا آج
دم بخود سب تھے کہ ہنگامہ رنگیں کیا ہے

نور ہی نور سے معمور تھی ہر شے صحوئی

نور ہی نور تھے افلاک و زمیں آج کی رات

مہیں (بہت کم باریک) (ماخذ تقدیس شعر ، مصنفہ حضرت مولانا صحو شاہ)

قُولُوا نَظَرْنَا --- قرآن

☆ اے ایمان والو تم حضورؐ سے اُنظرنا کہو یعنی آپؐ ہم پر نظر کرم کیجئے ○

استدعا

رکھ مجھ کو اپنی یاد میں مشغول یا رسولؐ کر حق کی بارگاہ کا مقبول یا رسولؐ رکھ حصن لا الہ الا اللہ میں مدام عاصی کمال الدین کو مدخول یا رسولؐ (از حضرت سید شاہ کمال الدین ثانیؒ متوفی ۱۲۲۴ھ)

مال باپ کی قد مبوسی جائز ہے

اس عنوان کے تحت ایک بیان ماہ اگست ۲۰۰۱ء میں روزنامہ سیاست میں اور روزنامہ منصف میں شائع ہوا ہے اُسکی من و عن کا پی ۔۔ یہاں درج کی جا رہی ہے۔

حیدر آباد۔ ۱۸ اگست (راست) مولانا غوثی شاہ صدر نشین آل انڈیا مسلم کانفرنس نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ آج کل لوگ مال باپ کی قدر و قیمت سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ اور ان کے آگے جھکنے کو شرک سمجھ رہے ہیں جب کہ قرآن نے بنی اسرائیل کی آیت نمبر 24 میں وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذِّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْنِي كَمَا رَحِمْتَنِي صَغِيرًا ○ (۱۵/۳) سید الانبیاء حضرت سیدنا محمد ﷺ مومنین کے لئے یہ حکم صادر فرمایا کہ لوگوں تم اپنے دونوں بازوؤں کو اُن (مال باپ) کے آگے عجز و انکساری کے ساتھ جھکاؤ اور ان کے حق میں یہ دعا کرو کہ اے اللہ جیسا کہ اُنہوں نے مجھ میں ہم پر شفقت و مہربانی کی ہے اسی طرح آپ بھی ان پر شفقت و مہربانی کیجئے۔ پس اس آیت سے مال باپ کے آگے عجز و انکساری کے ساتھ اپنے دونوں بازوؤں کو جھکانے کا حکم دیا ہے جس سے مال باپ کی قد مبوسی کا جواز نکلتا ہے اور اس کا تعلق تعظیم سے ہے جیسا کہ اللہ نے فرشتوں کے ذریعہ آدمؑ کو سجدہ تعظیمی کروایا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے آپ کو سجدہ تعظیمی کیا۔ بلکہ اللہ نے مومنوں کے آگے بھی تواضع کے ساتھ جھک کر ملنے کو کہا ہے جیسا کہ سورہ شعراء کی آیت نمبر 215 میں ہے یعنی اے محمد ﷺ آپ بھی اپنے دونوں بازوؤں کو اُن مومنین کے آگے جھکاؤ جو آپ کی اتباع کرتے ہیں۔ یعنی آپ مشفقانہ انداز میں قدم رنجہ فرمائیے۔

جھک کر ملنا بڑی کرامت ہے اس سے دنیا مرید ہوتی ہے

ویسے ابو داؤد کی مشہور حدیث میں ہے کہ قبیلہ عبد قیس نے اپنی سواریوں سے اتر کر حضورؐ

کے ہاتھ اور پیر چومے۔ اسی طرح بیہقی اور مستدرک حاکم وغیرہ احادیث نبویؐ میں ہے کہ حضرت عباسؓ نے حضور ﷺ کے قدموں کو بوسہ دیا اور ایک مہاجرہ عورت نے بھی حضور ﷺ کے قدمبوس ہوئی اور فریاد کی جس کی برکت اور وجہ سے اُس کے مردہ بیٹے میں جان آئی۔ الحاصل ماں باپ کی تعظیمی قدمبوسی جائز ہے حضور ﷺ نے کہا کہ ماں کے قدموں میں جنت ہے اور باپ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جب قدموں میں ماں کے جنت ہے تو پھر قدمبوسی کیا چیز ہے حضرت علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ

زندگی کی آوج گا ہوں سے اتر آتے ہیں ہم صحبتِ مادر میں طفلِ سادہ رہ جاتے ہیں ہم

مرشد یا استاد کی قدمبوسی بھی جائز ہے

اسکے علاوہ مقدمہ اشعۃ المعات میں ہے کہ صحیحین کے مشہور مرشد محدث حضرت امام مسلمؒ نے اپنے استاد حضرت امام بخاریؒ کے پاس آتے تو فرماتے کہ آپ اپنا پاؤں پھیلائیے تاکہ میں بوسہ دوں۔ اس پر حضرت امام بخاریؒ نے پیر پھیلائے اور آپ نے بوسہ دیا۔ یہاں معلوم ہوا کہ استاد یا پیرومرشد یا بڑا بھائی یا بڑی بہن کی بھی قدمبوسی جائز ہے۔

ہے دل کو تو لائے قدمبوس محمدؐ اور جاں کو تمنائے قدمبوس محمدؐ
ائے قاضی حاجات مجھے تیری قضاء سے ہر دم ہے تقاضائے قدمبوس محمدؐ

○

ہوں خاک تجھ قدم کا یا پیر غوثِ الاعظمؒ محتاجِ تجھ کرم کا، یا پیر غوثِ الاعظمؒ
یا پیر سر دھرونگا تمہارے قدم کے پیش ہر چند ضربِ کفش سے زیر و زبر کرو

پیرومرشد کی قدمبوسی کا فائدہ

شہمیرؒ کے قدم پر اک آن سر کو رکھا بہتر ز آلف سالہ صوم و صلوة دیکھا
ماخذ۔۔ ”خرمن کمال“

”غیر مقلدین“ کو مسجد میں آنے کی ممانعت

☆ شریعت میں اس قسم کے لوگوں کو کہ جن کے مسجد میں داخل ہونے سے فساد پیدا ہوتا ہے اور مسلمانوں کو اذیت پہونچتی ہے مسجد میں آنے کی ممانعت کی گئی ہے اور اہل محلہ کو یہ حق دیا گیا ہے کہ جو ان میں سے (یعنی اہل سنت والجماعت سے) نہیں ہے اس کو اپنی مسجد میں نماز پڑھنے سے منع کریں۔ جیسا کہ دُر مختار کے صفحہ ۲۰۱ میں ہے **بَلْ وَلاَ هَلْ الْمَحَلَّةُ مَنَعَ مِنْهُمْ عَنِ الصَّلَاةِ فِيهِ**۔ پس جبکہ یہ فرقہ (غیر مقلدین) جو کہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہے اور اعتقادات فاسدہ کی وجہ سے سنیوں کو ان کی مسجد میں آنے سے اذیت ہوتی ہے تو سنیوں کو چاہیے کہ ان کو اپنی مسجد میں داخل ہونے اور نماز پڑھنے سے منع کریں۔ **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ** بالصواب (ماخذ فتاویٰ نظامیہ۔ صفحہ ۳۲۷)

اولیاء اللہ کی قبور پر غلاف

☆ متاخرین نے صاحب مزار کی عزت و توقیر کے لئے (غلاف یا چادر وغیرہ) ڈالنا جائز بتایا ہے تاکہ عام لوگ صاحب مزار کی تعظیم کریں اور ناواقف زائرین خشوع و ادب کے ساتھ زیارت کریں۔ (فتاویٰ نظامیہ۔ صفحہ ۴۹۷) (ماخذ ”تاریخ سنیت“)

رمضان کی ۲۷ ویں شب ہی شبِ قدر ہے

☆ حدیث صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت اُمّی بن کعبؓ نے قسم کھا کر کہا کہ وہ (شبِ قدر) ۲۷ ستائسویں شب ہے۔ **أَنَّهَا لَيْلَةُ سُبْعٍ وَعِشْرِينَ**۔۔۔۔۔ O

حضرت والدی و سیدی پیر صھوی شاہ علیہ الرحمہ نے اپنی ”آل انڈیا ریڈیو“ پر کی گئی ایک تقریر میں فرمایا کہ حضورؐ نے اس رات کی کسی خاص تاریخ کے ساتھ نشاندہی محض اسی لئے نہیں فرمائی کہ ایک بندہ عبودیت کو اپنے ذوق اور اشتیاق کی تکمیل و پذیرائی کے لئے ہر شب شبِ قدر ہو جائے رات بھی ہاتھ آجائے اور بات بھی پوری ہو جائے۔

ڈھونڈنے کے لئے اس رات کو چند راتوں میں رتبہ ہر رات کو اللہ نے دیا آج کی رات مگر اس کا معنی یہ نہیں کہ آپ آنحضور ﷺ کے اس ارشادِ مبارک کو (معاذ اللہ) نظر انداز کراؤ۔ جس میں آپ نے بتایا کہ اس رات (لیلۃ القدر) کو طاق راتوں میں (یعنی 21-23-25-27 اور 29 ویں شب میں) تلاش کر چنانچہ حضورؐ خود بھی رمضان کے عشرہ آخر میں شب بیداری فرماتے اور گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے۔ اس لئے ہم کو چاہیے کہ ہم طاق راتوں میں بھی جاگیں۔

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ ۝

(اہل ایمان تو وہ ہیں) جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) خدا کی یاد اور تسبیح میں لگے ہوتے ہیں۔ (۱۱/۴)

تراویح و تسبیح TARAVIH WA TASBIH

از : مولانا غوثی شاہ (خلف خلیفہ و جانشین شیخ الاسلام مفسر قرآن الحاج حضرت سیدی مولانا محوی شاہ صاحب قدس سرہ)

نماز تراویح

نماز تراویح سنت موکدہ ہے مردوں کیلئے بھی عورتوں کیلئے بھی۔ جس رات کو رمضان کا چاند دیکھا جائے اسی رات سے تراویح شروع کی جائے اور جب عید کا چاند نظر آئے چھوڑ دی جائے۔ نماز تراویح روزہ کی تابع نہیں جو لوگ کسی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں اُن کو بھی تراویح کا پڑھنا سنت ہے تراویح کا وقت نماز عشاء کے بعد سے فجر تک ہے وتر سے پہلے خواہ بعد لیکن وتر سے پہلے پڑھنا بہتر ہے۔ تراویح کے پڑھنے میں تہائی رات یا نصف شب تک تاخیر کرنا مستحب ہے۔ تراویح میں جماعت سنت کفایہ ہے۔ نماز تراویح کی پیس رکعتیں ہیں (ہر دور کعت ایک سلام سے پیس رکعتیں دس سلام سے) نماز تراویح میں چار رکعتوں کے بعد اتنی دیر بیٹھنا مستحب ہے جس میں چار رکعتیں پڑھی جاسکیں اور اس حالت میں اختیار ہے کہ تسبیح پڑھے خواہ قرآن پڑھے یا نفیلیں پڑھے یا خاموش رہے۔ (ماخذ نصاب اہل خدمات شرعیہ) لیکن تسبیح کا پڑھنا مصر و شام، افغانستان، ترکی، مخار اور پاکستان کے علاوہ بعض ممالک اسلامیہ میں کہیں کہیں اجماع امت ہے اور اہل سنت والجماعت کی پہچان ہے اور جو تسبیح پڑھی جاتی ہے کسی بزرگ یا صحابی کی ایجاد نہیں بلکہ آنحضور ﷺ کے کہے ہوئے الفاظ ہیں جسکو حدیث صحیح مسلم نے روایت کیا۔ ”سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ“ اور حدیث ابو داود، نسائی و احمد نے اس تسبیح کو روایت کیا ہے۔ سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَائِكُوتِ وَالْكِبَرِيَّاءِ وَالْعَظَمَةِ۔ احادیث نبویہ کے علاوہ قرآن نے مسلمانوں کو یہ مخاطب کر کے کہا ہے وَ تَسْبِيحُوهُ بُكْرَةً وَّاَصِيلاً ۝ (۲۶/۹) (مسلمانو!) صبح و شام تم اپنے پروردگار کی تسبیح بیان کرتے رہو۔ اور دوسری جگہ ارشاد باری ہے کہ سَبِّحْ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۝ جو چیز آسمانوں اور زمین میں ہے سب خدا کی تسبیح میں مصروف ہے۔

جواز بیس رکعات تراویح : تراویح جمع ہے ترویح کی اور ترویح کے معنی کسی کام میں کچھ وقفہ لینا یا بیٹھ جانا تاکہ تازہ دم ہو کر پھر وہی کام شروع کرے۔ اسی لئے لغت میں اسکا معنی جسم کو کچھ دیر کے لئے (کام کاج چھوڑ کر) راحت دینا ہے اسی لئے ہر چار رکعت پر بیٹھ کر تازہ دم ہوتے ہیں۔ اسی لئے اس وقفہ وقفے کی نماز کا نام تراویح رکھا گیا۔ اگر تراویح آٹھ رکعت کی ہو تو اس کے درمیان میں ایک وقفہ ترویج آتا اور جبکہ تراویح دو سے زیادہ وقفوں اور تازہ دم ہونے کا نام ہے اور عربی میں جمع تین سے شروع ہوتی ہے اب رہا یہ سوال کہ بعض لوگ جو آٹھ رکعت تراویح کے قائل ہیں تو وہ لوگ اگرچہ حدیث نبوی پر عمل پیرا ہیں۔ مگر وہ حدیث منسوخ کہلاتی ہے چونکہ ابن ابی شیبہ اور طبرانی اور بیہقی وغیرہ نے یہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عَشْرِينَ رَكْعَةً سِوَى الْوُتْرِ ۝ یعنی آنحضور ﷺ نماز وتر کو چھوڑ کر بیس رکعت نماز تراویح کی پڑھتے تھے (یعنی وتر تراویح کے بعد پڑھتے تھے) ۝ اسی طرح عمدۃ القاری شرح بخاری جلد پنجم کے صفحہ ۲۵۷ میں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ تابعین و تبع تابعین و فقہا محدثین کا بیس رکعت تراویح پر اتفاق ہے ان میں سے کسی نے بھی آٹھ رکعت تراویح نہیں پڑھی اور نہ اس کا حکم دیا۔

۝ اسی طرح ترمذی شریف باب الصوم میں ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ حضرت سیدنا عمرؓ و حضرت سیدنا علیؓ و دیگر صحابہ کرامؓ سے مروی ہے کہ بیس رکعت تراویح کے ہی جمع ہیں۔ چنانچہ حضرت سفیان ثوریؒ حضرت ابن مبارکؒ اور حضرت امام

شافعیؒ نے فرمایا ہم نے اپنے شہر مکہ معظمہ میں ایسا ہی عمل کرتے ہوئے لوگوں کو پایا ہے یعنی مسلمان پُرس رکعت تراویح پڑھتے ہیں۔ اور آج بھی سعودی عرب میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں پُرس رکعت نماز تراویح میں پڑھتے ہیں۔ ان تمام متذکرہ احادیث و اقوال آئمہ سے یہی جواز نکلتا ہے کہ تراویح میں پُرس رکعت پڑھنا سنت رسولؐ، سنت صحابہؓ اور سنت آئمہ و فقہاء و محدثین و سنت اولیاء اور طریقہ اہل سنت و الجماعت ہے اور آج ساری دنیا میں اور اسلامی ممالک میں اسی پر عملدرآمد ہے اور آٹھ رکعت پڑھنا خلاف سنت صحابہؓ اور سنیت ہے۔

معنی تسبیح

تسبیح کا معنی پاکی بیان کرنا اس کا مادہ سبح Sabha ہے اس کے معنی پانی یا ہوا میں تیزی سے گزرنے کے ہیں۔ یعنی جو کوی اللہ کی تسبیح و تحمید کا ذکر کرتے رہیگا وہ اسکی برکت سے اس دنیا سے تمام مشکلات اور پریشانیوں سے بچکر اس دنیا سے تیزی سے نکل جائیگا اور اپنے سُبحان سے جاملیگا۔ یہی وجہ ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ تم وہ تسبیح کیوں نہیں پڑھتے جسکے پڑھنے سے فرشتوں کو رزق ملتا ہے۔ جس چیز سے ہے پاک اُسی چیز سے ہے ظاہر طرفہ یہ ہنر ہستی سبحان میں دیکھا

☆ سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ

☆ پاک ہے وہ ذات جسکا ملک یہ نظر آنے والی کائنات اور نظر نہ آنے والی فرشتوں کی کائنات ہے۔

☆ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكَبَرِيَّاءِ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْمَالِ وَالْجَبَرُوتِ ☆ اور پاک ہے وہ ذات جو بڑی عزت والی بڑی عظمت والی ہے بڑی رعب و ڈھاک والی اور بڑی زبردست قوت و طاقت والی (اور اپنے دشمنوں پر) انتہائی قہر و غلبہ والی اور انتہائی غضب والی اور (اپنے نیک بندوں پر) انتہائی کرم والی اور انتہائی بلند و بالا درجات اور شان والی ہے

☆ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْمَعْبُودِ ☆ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْمُقْصُودِ ☆ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْمَوْجُودِ

☆ پاک ہے وہ ذات جو ازل تا ابد سب کبابادشاہ اور سب کے لئے لائق پرستش معبود ہے ☆ اور پاک ہے وہ ذات جو ساری کائنات کبابادشاہ اور سازی کائنات کی اُن کی حسب اقتضاء حاجتوں اور احتیاجوں اور ان کے تقاضوں کو پوری کرنے والا مقصود ہے۔ ☆ اور پاک ہے وہ ذات جو سب کبابادشاہ اور ازل تا ابد موجود ہے۔

☆ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوتُ وَلَا يَفُوتُ أَبَدًا أَبَدًا

☆ ہاں پاک ہے وہ ذات جو ازل تا ابد سب کبابادشاہ اور زندہ و قائم ہے جسکو نیند تو کیا اونگھ و جھپکی بھی نہیں آتی اور وہ مرنے اور مٹنے کی صفت سے ہی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پاک ہے ☆

☆ سُبُّوحٌ، قُدُّوسٌ، ☆ ہاں وہی ذات اللہ ہی کی ہے جو بڑی عزت و پاکیزگی والا اور ایسی عظیم الشان بزرگی و بلندی والا جو تمام نقائص اور زوال سے پاک ہے

☆ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ ☆ جسکی خوبیاں و بڑائیاں بیان کی گئیں ہیں۔ ہاں وہی پاک

ذات اللہ ہی کی ہے جو ہمارا اور ساری کائنات کا رب ہے اور ہم سے بچھے ہوئے عوالم غیب و ملکوت کا رب اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کا بھی رب ہے (جو اللہ اور اس کے رسول سید المرسلین و خاتم النبیین حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے درمیان واسطہ وحی تھے۔)

روح اعظم و پاکش درود لا محدود اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نُّورِ اللّٰهِ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

نقص و نقائص سے بری ذاتِ الہی فی الحقیقت ہے یہی معنی سبحان اللہ

☆☆☆☆☆

نغمہ تراویح

تسبیح تراویح

نماز تراویح کی ابتدا اس تسبیح سے کریں: الصَّلٰوةُ سُنَّةُ التَّرَاوِيحِ يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۝

پہلی چار رکعت کے بعد کی تسبیح: سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهِبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبَرِيَّاءِ ذُو الْجَلَالِ وَالْجَمَالِ وَالْكَمَالِ وَالْجَبَرُوتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْمَعْبُودِ - سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْمَقْصُودِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْمَوْجُودِ - سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوتُ وَلَا يَفُوتُ أَبَدًا أَبَدًا - سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ: یہ پڑھ کر دعا کریں اُس کے بعد یہ تسبیح پڑھیں: اَلْبَدْرُ سَيِّدُنَا اَحْمَدُ الْمُجْتَبٰی مُحَمَّدٌ نِ الْمُصْطَفٰی ﷺ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

دوسری چار رکعت کے بعد پھر وہی تسبیح: سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ۔۔۔ پڑھ کر دعا کریں، اُس کے بعد یہ تسبیح پڑھیں۔ خَلِيفَةُ رَسُولِ اللّٰهِ بِالتَّحْقِيقِ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدُنَا اَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

تیسری چار رکعت کے بعد وہی تسبیح: سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ۔۔۔ پڑھ کر، یہ تسبیح پڑھیں مُزَيْنُ الْمَسْجِدِ وَالْمَنْبَرِ وَالْمِحْرَابِ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدُنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

چوتھی چار رکعت کے بعد وہی تسبیح: سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ۔۔۔ پڑھ کر، دعا کریں، اُس کے بعد یہ تسبیح پڑھیں جَامِعُ الْقُرْآنِ كَامِلُ الْحَيَاءِ وَالْإِيْمَانِ ذُو النُّوْرِينِ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدُنَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

پانچویں چار رکعت کے بعد وہی تسبیح: سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ۔۔۔ پڑھ کر، دعا کریں، اُس کے بعد یہ تسبیح پڑھیں اَسَدُ اللّٰهِ الْغَالِبُ مَظْهَرُ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبِ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدُنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ پھر اُس کے بعد صلوٰۃ الوتر پڑھ لیں۔

اگر مناسب سمجھیں تو تراویح کے بعد یہ صَلَوة بھی پڑھیں یا بچوں سے پڑھوائیں۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدَنَا آدَمَ صَفِیُّ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدَنَا نُوحٌ نَجِیُّ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدَنَا اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلُ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدَنَا اِسْمَاعِیْلَ ذَبِیْحُ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدَنَا مُوسٰی کَلِیْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدَنَا دَاوُدُ خَلِیْفَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدَنَا عِیْسٰی رُوحُ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ حَضْرَتِ سَيِّدِنَا اَحْمَدُ مُجْتَبٰی

مُحَمَّدٌ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ ☆

مسجد میں داخل ہونے کی یہ دعا آنحضور ہی کے الفاظ ہیں: بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ
○ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ○ (ابوداؤد) مسجد سے نکلنے کی دعا: بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةِ
وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ○ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ ○ (۲) اَللّٰهُمَّ اَعْصِمْنِیْ مِنَ
الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ (ماخذ ابن سنی و ابوداؤد ۲۔ ابن ماجہ)

☆☆☆☆

لَیْلَةُ الْقَدَرِ

(الحاج حضرت سیدی مولانا صفحوی شاہ صاحب قبلہ کی آل انڈیا ریڈیو پر کی گئی تقریر کا اہم اقتباس)

مہینہ اور پھر رمضان کا مہینہ جس کے لیل و نہار کا حُسن اور نکھار سارے عالم کو حسین کئے ہوئے ہے اور جس کے سارے لمحات لمحات نوریہ کی طرح درخشاں و تاباں ہیں، بس انوار و برکات کی اس جلوہ گاہ میں اللہ نے ایک رات ایسی بھی چھپا رکھی ہے جو پورے ہزار مہینوں پر جسکے ۸۳ سال ۴ مادہ ہوتے ہیں فضیلت رکھتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی اللہ کا بندہ اس رات کو پا کر خدا سے طلب اور اس کی عبادت میں لگا رہے تو اسے تیس ہزار چار سو پندرہ راتیں اور اتنے ہی دنوں کی نیکیوں کا ثواب مل جاتا ہے۔

قرآن کریم نے اس رات کی فضیلت بیان فرمائی ہے اَنَا اَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ - وَمَا اَدْرَاکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ - لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَہْرِ تَنْزِلُ الْمَلَائِکَةُ وَ الرُّوحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّہُمْ مِنْ کُلِّ اَمْرٍ سَلَامٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔۔۔ یعنی ہم نے قرآن کو عزت و توقیر کی رات میں نازل کیا ہے اور کیا آپ کو معلوم ہے یہ قدر کی رات کیا ہے؟ ہاں! یہ رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے جس میں فرشتوں اور روح کا نزول ہوتا ہے اپنے رب کی طرف سے بھلائی اور خیر کو لئے یہاں تک کہ فجر نمودار ہو جاتی ہے۔

مصلحت و اہمیت طاق راتوں کو جاگنے کی

حکم رسالت ہے کہ اس رات کو رمضان کے آخری دہے کی طاق یعنی ۲۱ ویں، ۲۳ ویں، ۲۵ ویں، ۲۷ ویں اور ۲۹ ویں راتوں میں تلاش کرو چنانچہ حضورؐ خود بھی رمضان کے عشرہ آخر میں شب بیداری فرماتے اور گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے۔ حضورؐ نے اس رات کے کسی خاص تاریخ کے ساتھ نشاندہی نہیں فرمائی شاید اسی لئے کہ ایک بندہ عبودیت کو اپنے ذوق اور اشتیاق کی تکمیل و پذیرائی کے لئے ہر شب شب قدر ہو جائے رات بھی ہاتھ آجائے اور بات بھی پوری ہو جائے۔

۲۷ ویں شب۔ شب قدر کا جواز

ڈھونڈنے کے لئے اس رات کو چند راتوں میں رتبہ ہر رات کو اللہ نے دیا قدر کی رات اکثر صحابہؓ اور جمہور علمائے احناف اسی پر متفق ہیں کہ شب قدر ۲۷ ویں رمضان ہی کو ہوتی ہے چنانچہ حضرت اہلی بن کعبؓ نے فرمایا کہ رمضان میں شب قدر اسی شب میں ہے جب ہمیں حضورؐ نے جاگنے اور نماز پڑھنے کا حکم دیا اور وہ رمضان کی ۲۷ ویں شب ہے۔ حضرت معاویہؓ کی روایت سے واضح ہے کہ شب قدر ۲۷ ویں شب کو ہے اور حضرت ابو ذرؓ سے منقول ہے کہ حضورؐ نے سب کو رمضان کی ۲۳ ویں کو ایک انتہائی رات تک نفل نماز پڑھائی پھر ۲۵ ویں کو نصف رات تک مگر ۲۷ ویں کو اپنے اپنے اہل و عیال اور ازواج مطہرات کو ساتھ لے لیا اور سب کو اتنی دیر تک نفل نماز پڑھاتے رہے کہ راوی کو اندیشہ شروع ہو گیا کہ کہیں سحری کا وقت ختم نہ ہو جائے۔ شب قدر کی ۲۷ ویں شب میں ہونے کا ایک استدلال اس طرح بھی کیا جاتا ہے کہ سورہ قدر میں الفاظ لیلۃ القدر کا تین مرتبہ استعمال ہوا ہے کہ جن کے نو حروف ہیں اس طرح ۹ ضرب ۳ سے ستائس (۲۷) کا عدد حاصل ہوتا ہے جو ستائسویں شب کے لئے دلیل واضح ہے۔

اعمال شب قدر

اعمال شب قدر کے تعلق سے بتایا گیا ہے کہ چار رکعت نفل ایک ہی سلام سے ادا کئے جائیں اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قدر تین مرتبہ اور سورہ اخلاص سات مرتبہ پڑھیں۔ ختم نماز کے بعد سجدہ میں جا کر ۴۱ مرتبہ سبحان اللہ کہیں اس کے علاوہ صلوٰۃ التبیح کی نیت سے چار رکعت پڑھی جائیں۔ قبولیت دعا و استغفار اور حصول مقاصد کے لئے اس رات جس قدر بھی استفادہ کیا جائے کم ہے کیوں کہ یہ رات اپنی تفصیلیں انعام و اکرام کے لئے عام ہے مگر اس لئے نہیں کہ۔۔۔

جو گناہ کیجئے ثواب ہے آج بلکہ اس لئے کہ خیر جو کیجئے بے حساب ہے آج طلب عفو و مغفرت کے لئے حضورؐ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو اس رات کے لئے جو دعا سکھائی تھی وہ اللہمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي یا کریم۔ یعنی اے اللہ آپ بیشک معاف کرنے والے، عفو و بخشش کو پسند کرنے والے ہیں۔ مجھے بھی فضل و کرم سے عفو و درگزر فرمائیے۔

ماگنہ گاریم تو آمرزگار

بادشاہا جرم مارا عفو دار

ماخذ : مقدس راتیں

مصنفہ حضرت مولانا محوی شاہؒ

فضیلت شبِ قدر

از : الحاج حضرت سیدی مولانا صحوٰی شاہ صاحب قدس اللہ سرہ



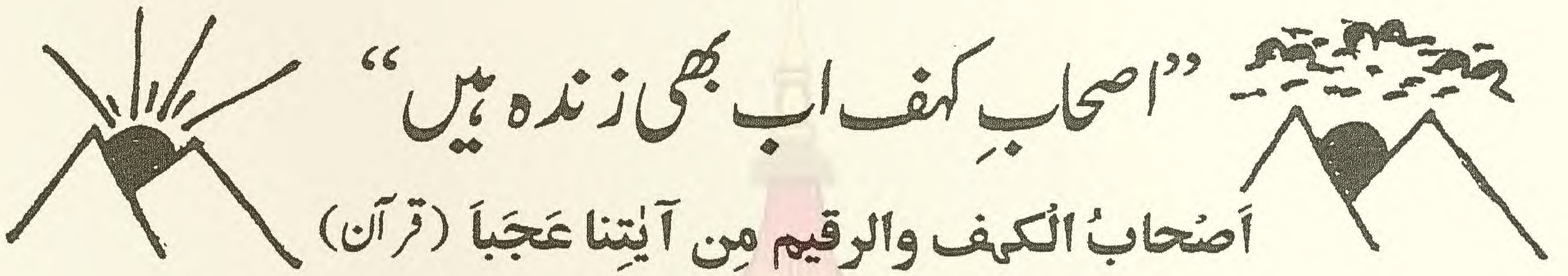
نور ہی نور ہیں سب ارض و سماں آج کی رات
 بخش عام کا اعلان فرشتوں نے کیا
 روح و جبرئیل و ملک سب ہیں جلو میں سارے
 لوح محفوظ میں مستور کہاں تک رہتا
 عشرہ آخر ، ماہ رمضان کی راتیں
 وہ شبِ قدر جو افضل ہے مہینوں سے ہزار
 ڈھونڈنے کے لئے اس رات کو ان میں
 جس کو اللہ نے رکھا تھا چھپا کر اس کا
 بدلی بدلی سی فلک کی ہے فضاء آج کی رات
 خود خدا ہو گیا مائل بہ عطا آج کی رات
 عرش والا بھی اتر آہی گیا آج کی رات
 اُترا قرآن بہ صد نور و ضیاء آج کی رات
 طاق جو ہیں انہیں رتبہ بھی ملا آج کی رات
 وہی پھر لوٹ کے آتی ہے صدا آج کی رات
 رتبہ ہر رات کو اللہ نے دیا آج کی رات
 دیا سرکارِ دو عالم نے پتہ آج کی رات

زہے تقدیر کہ صحوٰی بھی ہے اسی شب کا اسیر
 جسکی خلاق ہے اک زلف دو تا آج کی رات

ماخذ

(مقدس راتیں)

مصنفہ حضرت صحوٰی شاہ



أَصْحَابُ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا (قرآن)

اصحابِ کھف و رقیم ہماری نشانیوں میں ہے۔

وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزُورُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقْرُبُ مِنْهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ ۚ
اور جب سورج نکلے تو تم دیکھو کہ سورج ان کے غار سے داہنی طرف کتر اکر نکلتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو ان کے بائیں طرف کتر اکر جاتا ہے (۱۵/۱۴)

”جب قرآن میں اصحابِ کھف کے تعلق سے یہ کہا جا رہا ہے کہ (جہاں وہ ہیں) جب سورج نکلے تو تم دیکھو کہ اُن کے ”غار“ سے داہنی طرف ہٹ کر جائے اور غروب ہونے لگے تو بائیں طرف کتر ا جائے۔ اس آیت کا تعلق زمانہ جاریہ سے ہے اور قرآن نے اس عجیب و غریب منظر کو ”ذَلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ“ کہا ہے یعنی یہ اللہ کی خاص نشانیوں میں سے ایک ہے اس آیت کا حاصل مطلب یہی ہے کہ وہ زندہ ہیں تو انکی حفاظت کے لئے دھوپ اُنکے داہنے اور بائیں عجیب انداز میں کتر ا کر جا رہی ہے تاکہ اُن سونے والوں پر دھوپ کے مضر اثرات نہ واقع ہوں۔ اس طرح نُقَلِّبُهُمْ کا تعلق بھی زمانہ جاریہ سے ہے جس کا معنی ہم (اُن اصحابِ کھف) کی کروٹیں بدلتے رہتے ہیں۔ اسی طرح لَوْ اِطَّلَعْتَ (LA-WIT-TALATA) کا تعلق بھی زمانہ جاریہ سے ہے جس کا معنی اے مخاطب اگر تم اُن کو جھانک کر دیکھو

(IF YOU SEE THEM) لَوْ لَئِنْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِيتَ مِنْهُمْ رُغْبًا ☆ تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں اور ان کے رُعب سے گھبرا جائیں ☆ چنانچہ ہم اپنی اس صداقت کو تفسیر حقانی سے ماخذ بیضاوی کے حوالے سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ ”جب حضرت امیر معاویہؓ نے روم پر چڑھائی کی اور اُس غار کے پاس پہنچے (تاکہ اصحابِ کھف کی چشم دید زیارت کریں) مگر حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے انھیں یہ کہہ کر منع کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضورؐ سے خطاب کر کے لَوْ اِطَّلَعْتَ فرمایا ہے جو آپ امیر معاویہؓ سے بھی بہتر ہیں۔ مگر امیر معاویہؓ نے نہ مانا اور کچھ لوگ وہاں غار کے پاس بچے جو جل کر مر گئے۔ تفسیر جلالین میں اس مذکورہ روایت کو حضرت سعید بن جبیرؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے اسکے علاوہ تفسیر ثعلبی میں بھی لکھا ہے لَوْ اِطَّلَعْتَ کا خطاب اگر حضورؐ سے ہے تو یہ ماننا پڑے گا کہ اصحابِ کھف زندہ ہیں۔ اُردو تفسیر جلالین مطبوعہ ۱۳۸۱ھ میں صفحہ ۹۵ پر لکھا ہے حضرت ابن عباسؓ جب کسی غزوہ میں شام کے علاقہ میں تشریف لے گئے اور مقام کھف پر گزرے اور آپ کے ساتھ دوسرے اصحاب بھی تھے تو آپ نے دیکھا کہ وہاں کچھ ہڈیوں کے ڈھانچے پڑے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ شاید اصحابِ کھف کی ہڈیاں ہیں (پھر آپ فرماتے ہیں) لیکن بعض کی رائے ہے کہ وہ زندہ ہیں اور ایک روایت (اسی تسلسل کے ساتھ) لکھی ہوئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہو کر اصحابِ کھف بھی قیامت کے قریب حج بیت اللہ ادا کریں گے اس کے بعد اُن کی وفات ہوگی (تفسیر جلالین) بعض لوگوں نے حوالہ ابن کثیر جو روایت بیان کی ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اُن کی ہڈیاں تو اب سے تین سو برس پہلے خاک ہو چکی ہیں۔ تو یہاں یہ فکر ہوگی کہ اُنکے

جاگنے اور پھر پلٹ کر اُس غار میں سونے کا واقعہ جیسا کہ مفسرین نے لکھا ہے کہ وہ تھیوڈوس کا زمانہ تھا۔ جس کی وفات ۴۵۰ عیسوی میں ہوئی اور اس تاریخ میں حضرت ابن عباسؓ کی بتائی ہوئی تاریخ کے لحاظ سے اگر حضورؐ کے مکہ اسلامی دور کی تاریخ ۶۲۲ء میں تین سو نکال دیں تو ۳۲۲ء عیسوی کا سال ہو گا۔ جبکہ اصحاب کف کے اٹھائے جانے کا زمانہ ۴۳ عیسوی کا ہے یعنی ۱۰۲ سال کا اضافہ ہو گیا اور حضرت ابن عباسؓ کے بتائے ہوئے تین سو سال قرآن کے مصدقہ و مستند ۳۰۹ سال میں جمع کر دیں۔ تو ۶۰۹ سال ہوئے اس کے معنی یہ ہوئے کہ ۳۰۹ سال بعد جب وہ غار سے نکلے اور نکلتے ہی جب واپس آئے تو خاک ہو گئے۔ مجھ کو حضرت ابن عباسؓ کی بات پر نعوذ باللہ اعتراض نہیں بلکہ روایت کے اختلافی بیان پر ہے کہ کیا وہ حدیث جو بیان کی گئی ہے کس اعتبار سے صحیح ہے۔ جب کے بخاری مسلم ابن ماجہ ترمذی وغیرہ کی کسی بھی روایت سے یہ ثابت نہیں کہ حضورؐ نے اصحاب کف کو مَرَدہ کہا ہے اور آپ کہیں گے بھی کیوں وہ اس لئے کہ قرآن کھلے لفظوں میں انہیں زندہ بتا رہا ہے۔ جیسا کہ ہم حوالہ تفسیر جلالین و ثعلبی کہ وہ اب بھی زندہ ہیں اُس کے تاویلات پیش کئے ہیں۔

بعض کیسیٹس اور روزنامہ منصف میں اصحاب کف کی فوٹوز کی حقیقت

اسلامی مقدس مقامات پر بنی ایک فلم اور ۷ / ستمبر ۲۰۰۱ء کے روزنامہ منصف میں جناب محمد تقی عثمانی صاحب کی طرف سے اصحاب کف کا واقعہ دیدہ بینا کے لئے عبرت کے کئی پہلو کے عنوان کے تحت جو کچھ لکھا گیا اور فوٹوز میں بتایا گیا وہ خود اُن کی ہی تحریر کے مطابق اردن میں عمان کے قریب میر ظبیان صاحب کے متوجہ دلانے پر ایک ماہر آثار قدیمہ جناب رفیق رجانی صاحب نے وہاں کھدائی کے بعد 1961ء میں یہ رائے ظاہر کی کہ یہی اصحاب کف کا غار ہے۔ چنانچہ کھدائی کے بعد جو ہڈیاں اور کتے کی ہڈیاں نکلیں اس کو فریم کروایا گیا اور اس مقام و جگہ پر اصحاب اہل الکف لکھ کر لگا دیا گیا۔۔۔۔۔ یہ تمام باتیں ایسے شخص کی طرف سے کہی گئی جو ماہر آثار قدیمہ ہے جو کہ ناقابل قبول ہے۔ اور قرآن کے اس کہنے پر کہ ”یہ ہماری نشانیوں میں سے ہے“ اور جیسا کہ تفسیر ابن کثیر اور ابن جریر اور سیہتی وغیرہ کے حوالوں کے مطابق اصحاب کف تو ”روم“ میں گذرے ہیں اردن کے عمان سے آثار صحابہؓ کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ اللہ کی شان ہے کہ ملک شاہ فیصل کے زمانہ میں سمندر کے کنارے سعودی عرب میں صحابہ کرامؓ کے لاشیں ملیں جنہیں دوسرے قبرستان میں دفنایا گیا۔۔۔ ویسے اللہ نے حضرت ادریسؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو زندہ اٹھالیا ہے اور اب بھی وہ زندہ ہیں اور قیامت کے قریب وہ جامع مسجد امویہ کے منارہ (دمشق) پر اتریں گے۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ اللہ نے دوست تو دوست اپنے سخت دشمن فرعون کی لاش کو بھی جوں کا توں من و عن مصر کے عجائب گھر میں رکھا ہے۔ جس کی فوٹو ایک مرتبہ روزنامہ منصف میں چھپ چکی ہے یہی نہیں بلکہ روزنامہ منصف کے دفتر کے قریب سابق باغ عامہ پبلک گارڈن کے موجودہ آثارِ قدیمہ کے میوزیم میں مصر کے دو ہزار سالہ قدیم لڑکے کی مummy بھی جوں کی توں حالت میں رکھی ہوئی ہے۔ برادران اسلام ہمارے اصحاب کف کے تعلق سے دیئے گئے مضمون کو غور سے پڑھیے۔ اور فیصلہ کیجئے کہ اللہ نے جس کو اپنی خاص نشانی قرار دیا۔ بھلا وہ عام مردوں کی ہڈیوں جیسے ہو ہی نہیں سکتا جو کہ منشاء قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ یاد رکھیے۔

زندہ وہی ہے جو کہ خدا کے قریب ہیں مقرب بن کے اس کے رفیق و حبیب ہیں

سنّی طریقہ تجہیز و تکفین

”مرنے سے پہلے اور مرنے کے بعد کیا کریں“

جب یہ محسوس ہو جائے کہ اب وقت آخر ہے ایسی خوشبو یا اگر بتی جلانے جو دوسروں کی صحت کے بگاڑ کے باعث نہ بن جائے۔ پھر بیمار کا لباس صاف ستھرا کر دیں۔ اُس کے پاس بیٹھ کر سورہ یسین تلاوت کریں چونکہ سورہ یسین قرآن کا دل ہے اس کے پڑھنے سے دم آسان ہو جائے گا۔ ویسے بیمار کو کلمہ طیبہ پڑھنے کی تلقین یا ذکر یا اس انفاں اللہ ہو اللہ کہنے کی تاکید کریں۔ ویسے ایک سچے مرید کے دل میں صرف اللہ ہو اللہ ہی رہتا ہے۔ اُس کی زبان اگر خدا نخواستہ بند بھی ہو جائے۔ تب بھی اُس کی موت انشاء اللہ ذکر اللہ ہو اللہ ہی پر ہوگی۔ پھر بھی تاکید کا طریقہ بھی اللہ والوں کا طریقہ ہے۔ جب بیمار کے دم میں دم نہ رہے اور یہ اچھی طرح معلوم کرنے کے لئے واقعی دم جا چکا ہے یا نہیں؟ تھوڑا سینہ مکمل کر دیکھئے اگر واقعی یہ جاں بحق ہو چکا ہے تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھیں۔ اُس کی آنکھیں بند کر دیں اور چہرہ کعبہ کی طرف (مغرب کی جانب) کر دیں کہ وہ اب رب کعبہ کے پاس جا چکا ہے۔ پھر لباس بدل ڈالیں۔ تھڈی باندھ پھر ایک پاکیزہ صاف ستھری کیسے بھی کلر کی ہو چادر میت کے اوپر ڈال دیں۔ جواب دم نکلنے سے ”میت“ نام پارہا ہے۔ جس نے اپنے آپ کو جیتے جی ”میں میت“ میں جاہل، میں مضطر، میں عاجز یعنی جیتے جی موتوا قبل ان تموتو یعنی مرنے سے پہلے مرنے کا اعتبار حاصل کر لیا تو حضرت سیدی پیر صحوی علیہ الرحمہ کے ارشاد کے مطابق شہداء کی طرح ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جائیگا۔ اب آگے بڑھئے چادر ڈالنے کے بعد اُس کے اطراف (قدموں کی طرف چھوڑ کر قرآن مجید یاد رو و شریف پڑھیں اور اُس وقت رشتہ دار یا پیر بھائیوں میں سے کوئی اٹھے اور اٹھ کر تمام بہن بھائیوں میں ”رشتہ داروں“ پڑوسیوں اور حاضرین مجلس ”موت“ سے یہ استدعا کریں کہ وہ میت ہذا۔ فلاں۔ کو معاف کر دیں اور اگر وہ کسی کا قرضہ باقی ہے تو کوئی صاحب ادا کر دیں یا ادا کرنے وعدہ کریں یا پھر معاف کر دیں اور ان کے حق میں مغفرت کی جب جب دعا کرتے رہیں اور حدیث نبوی کی روشنی میں مرنے والوں کے تعلق سے بُرا نہ کہیں بلکہ اذکر ہما حسن موتا کرم (المن ماجہ) یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ تمام مرنے والوں کے تعلق سے اُن کی صرف اچھائیاں ہی بیان کرتے رہو۔ اس کے مطابق میت کی کچھ منٹوں کے لئے ہلکی پھلکی تعریف کر دیں اور یہ یاد رکھیں کہ اگر کوئی بھائی یا بیٹا یا مرید میت کی پیشانی کو چومنا چاہتا ہے تو کوئی اپنے شیخ کے قدموں کو بوسہ دینا چاہتا ہے تو اس کی اجازت ہے۔ حضورؐ کے پردہ فرمانے کے بعد حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے حضور اقدسؐ کی پیشانی کو چوما ہے اور اللہ والوں کے جسم ناپاک نہیں ہوتے ہیں۔ پھر مجلس ”موت“ میں شریک ہونے والوں کا چائے پانی وغیرہ کا یا اُن کے کھانے پینے کا خیال رکھیں پھر میت کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہو جائیں۔ غسل دیتے وقت خاص پردہ کا اہتمام کریں۔ غسل دینے والے بھی میت کی ستر کو نہ دیکھیں۔ اگر خدا نخواستہ میت میں کوئی عیب پایا جائے۔ تو اُس عیب کو دوسروں پر ظاہر نہ کریں کیونکہ اکثر جسم سے روح نکلنے کے بعد میت کے حالات تغیر پاتے ہیں چاہے وہ نیک کیوں نہ ہو۔ تجہیز و تکفین کے بعد اُسکی پیشانی پر بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اس کے سینہ پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھیں۔ اُس آخر کے دولھے کو اگر کوئی محرم یعنی جس کے دیکھنے کا حق ہے یا جس سے گوشہ پردہ نہیں تھا۔ دیکھ سکتے ہیں اور عورت بھی اپنے شوہر کو دیکھ سکتی ہے۔ یاد رکھیں کہ میرے پیر و مرشد والد محترم حضرت صحوی شاہ صاحب قبلہؒ کے ارشاد کے مطابق میت کے قدموں (پیروں) کو مغرب کی سمت نہ رکھیں چونکہ زندگی بھر قبلہ کی طرف چہرہ کرتے رہے اور مرنے کے

بعد اُس کی طرف پیر کریں مناسب نہیں۔ پھر میت کو جنازہ میں رکھ کر مسجد کی طرف لے جاویں اور راستہ ”
 سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ اکبر پڑھتے جائیں۔ تسبیح پڑھنے کا جواز
 احادیثِ نبویہ سے ثابت ہے۔ پھر مسجد کے اندر صحنِ مسجد میں رکھ کر، اس نیک شخص سے یا جس کو میت کے
 رشتہ دار یا اُس کے کوئی ذمہ دار صاحبِ ہدایت دیں یا پھر اُس کے جانشین کو چاہیے کہ نمازِ جنازہ پڑھا سکے تو نمازِ
 جنازہ پڑھائے پھر جنازہ پر پھول ڈالیں یا پھولوں کی چادر ڈالیں اور پھر فاتحہ پڑھیں۔ پھر ”منزلِ آخرت“ قبر کی
 طرف لے جائیں قبلہ کی طرف سے اور جنازہ سرہانے رکھیں قبلہ کی طرف سے۔ از روئے طریقہ حنفیہ اور
 قبر میں اتارتے وقت یہ پڑھیں بسم اللہ و علیٰ ملۃ رسول اللہ ﷺ ”پھر قبر میں رکھ کر چہرہ قبلہ کی طرف ہے
 یا نہیں دیکھ لیں! پھر قل کے ڈھیلے میت کے سرہانے سیدھی جانب رکھ دیں اور اگر سلسلہ کا شجرہ بھی قبر میں
 میت کے سرہانے رکھنا چاہیں تو اس کا بھی جواز ہے (مخوالہ بدعت حسنہ مصنفہ حضرت صفوی شاہ صاحبؒ میں
 موجود ہے) رکھ سکتے ہیں جائز ہے۔ پھر پتھر کی کڑیاں یا سیلو کے پتھر میت کے اوپر تر کس یا جس طرح آسان
 ہو رکھیں پھر مٹی ڈھانک دیں۔ قبر کو اور قبر کے گڑھے کی سطح سے کچھ اوپر تک مٹی کا ڈھیر کریں قبر میں
 اس طرح تین دفعہ مٹی ڈھکیں پہلی مرتبہ مٹی ڈھکیتے وقت یہ پڑھیں منها خلقنکم (ترجمہ) فرمانِ
 خداوندی ہے کہ اس زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا پھر دوسری مرتبہ مٹی ڈھکیتے وقت اُسی آیت کے تسلسل
 یعنی یہ پڑھیں و فیہا نعیدکم اور اسی زمین میں تمھیں لوٹا دیں گے پھر تیسری دفعہ اُسی آیت کا خاتمہ یہ
 پڑھیں و منها نخرجکم قارۃً آخری O پھر اسی زمین (مٹی) سے تمھیں دوسری دفعہ نکالیں گے۔
 پھر تمام قبر کو ڈھانک کر آنحضورؐ کی سنت کے مطابق (پانی پر کچھ آیتیں پڑھ کر) قبر کے سرہانے سے
 پاؤں تک پانی چھڑکیں (اس طرح قبر میں تین مرتبہ مٹی ڈالنا اور قبر میں پانی چھڑکنے کا جواز ابنِ ماجہ کی
 حدیث سے ثابت ہے)

پھر قبر پر ابنِ ماجہ کی حدیث شریف کے مطابق سرہانے ایک پتھر کا نشان بھی رکھ دیں پھر وہاں تلقین
 کریں کے اے فلاں راضی ہو جاؤ۔ اللہ کو رب، اسلام کو دین اور آنحضور سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کو اپنے رسول
 ہونے پر۔ قبر میں تین مرتبہ مٹی ڈالنا بھی حضورؐ کی سنت ہے جو کہ ابنِ ماجہ کی حدیث صحیح سے ثابت ہے۔
 بالغرض اگر کسی کو آیت یا پڑھنا یاد نہیں تو اس صورت میں وہ سنت رسولؐ کی اتباع میں قبر میں مٹی ڈھکیل
 دیں انشاء اللہ اُس کی بھی جزاء مل جائے گی۔

پھر اگر کوئی مختصر سلام پڑھنا چاہے تو پڑھ لیں پھر فاتحہ دیں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ تین مرتبہ سورہ
 اخلاص قل هو اللہ احد اور تین مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ثواب آنحضور ﷺ کو پہونچا کر۔ اس صاحبِ
 مزار کو پہونچے اور اللہ سے دعا کریں۔ اللھم اغفرہ، وارحمہ و ادخلہ فی الجنۃ اب آپ چاہے
 تو اللھم اغفرلہ یا اور پڑھئے یا جو آپ مناسب سمجھیں پڑھیں یا اردو زبان میں ہی کہیں کہ اللہ تعالیٰ اُس کو
 آنحضور ﷺ کے طفیل میں بخش دے اُس پر رحم و کرم ہو اور اُس کو اپنے فضل و کرم سے جنت میں داخل
 فرمائے آمین بحق محمد و آلہ و اصحابہ وسلم۔ پھر قبر سے چالیس قدم جا کر بھی فاتحہ دیں
 اور اُس کے حق میں دعائے مغفرت کریں پھر قبرستان سے باہر جا کر منہ ہاتھ دھو لیں یا وضو کر لیں پھر نماز
 وغیرہ کا وقت ہو تو نماز پڑھ کر ہی گھر لوٹیں۔ دوسرے یا تیسرے دن زیارت کا اہتمام کریں۔ ختم قرآن رکھیں
 پھر دسواں، چہلم، برسی وغیرہ کرتے رہیں اور مرحوم کی قبر پختہ بنائیں اور کچھ تاریخ و توصیف لکھ کر کتبہ لگا دیں۔

اکیلا ہم کو تکیے میں سلا کر چل دیئے یارو
 بڑا ناز تھا ہم کو تمہاری آشنائی کا
 یہ کس کی قبر ہے یہ کیسا کتبہ ہے لکھا
 کہ مر گیا ہے ساجدِ حسرتِ جاناں لیئے ہوئے

زندگی اور موت

امیر المومنین حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں ”لوگ خوابِ غفلت میں ہیں جب موت آئیگی جاگ اٹھینگے“

حضرت سیدی پیر صہوی شاہ صاحب قبلہؒ فرماتے ہیں : موت انسان سے بہت ہی نزدیک ہے۔ گویا ہر تنفس موت ہی کی گود میں کھیل رہا ہے اور یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ آج کی طرح کل بھی زندہ رہ سکے گا۔ پس اسے چاہیے کہ وہ عبادت حق میں ہمہ دم لگا رہے کہ عبادت صرف فرائض و سنت اور نوافل و ریاضت ہی کی ادائی کا نام نہیں بلکہ اور جو عمل بھی خدا سے مربوط کر دے اور جس عمل میں بھی رضائے حق مطلوب ہو وہ بھی حقیقتہً عبادت ہے لہذا جو وقت بھی ملے اسے یاد و اطاعت میں گزار دے اور آخرت کے لئے ہمیشہ مستعد و تیار رہے۔ مرزا انشاء فرماتے ہیں۔

”کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

”موت نہ معلوم کب آئے اور زندگی نہ جانے کب ختم ہو جائے“

علامہ غالب نے سچ ہی کہا ہے

”رو میں ہے رخس عمر کہاں دیکھے تھے نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں“
لہذا مسلمان کو ہر وقت عمل صالح کیساتھ توبہ و استغفار کی حالت میں رہنا چاہئے۔

سنی طریقہ نماز جنازہ

نماز جنازہ کا مسنون و مستحب طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینہ کے مقابل کھڑا ہو جائے۔ پھر امام اور تمام مقتدی نماز جنازہ کی نیت کر کے دونوں ہاتھ (مثل تکبیر تحریمہ کے) کانوں تک اٹھا کر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہہ کے ہاتھوں کو (نماز کی طرح) ناف کے نیچے باندھ لیں اور ثناء پڑھیں سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ پھر دوسری دفعہ اللہ اکبر کہیں ، اس دفعہ ہاتھ نہ اٹھائیں پھر درود شریف پڑھیں جو درود یاد ہو لیکن بہتر یہ ہے کہ وہی درود پڑھیں جو نماز میں پڑھتے ہیں۔ یعنی اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔

پھر تیسری دفعہ اللہ اکبر کہیں (اس دفعہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں) اس کے بعد دعاء پڑھیں (اگر میت بالغ ہو تو یہ دعا پڑھیں اللھم اغفر لیحنا و میتنا و شاہدنا و غائبنا و صغیرنا کبیرنا و

ذکرنا و أنثانا اللهم من احييته منا فاحيه على الاسلام و من توفيته منا فتوفه على الايمان -) نابالغ لڑکے یا مجنون کے لئے یہ دعاء ہے اللهم اجعله لنا فرطا واجعله لنا اجرا و ذخرا واجعله لنا شافعا و مشفعا - نابالغ لڑکی یا مجنون کی یہ دعاء ہے اللهم اجعلها لنا فرطا واجعلها لنا اجرا و ذخرا واجعله لنا شافعة و مشفعة پھر چوتھی مرتبہ اللہ اکبر کہیں اور (بغیر کسی دعاء کے) دائیں بائیں سلام پھیر دیں جس طرح نماز میں پھیرا کرتے ہیں (بس نماز جنازہ ہو گئی) اگر دعا یاد نہ ہو تو ”اللهم اغفره و رحمه و اسكنه کما بھی کافی ہے یا یہ بھی یاد نہیں تو یہ دعا کر دیں کہ بطفیل حضرت سیدنا محمد ﷺ اللہ اسکو معاف کرے۔ اُس پر رحم فرمائے اس کو برزخ میں سکون عطا کرے۔ (ماخذ نصاب اہل خدمات شرعیہ)

میت سے متعلق فرسودہ رسومات ترک کرنے کی اپیل

یہ بعض مسلمانوں کی بد بختی ہے کہ وہ دین کے نہایت اہم معاملہ میں بغیر دینی معلومات اور بغیر کسی عالم سے پوچھے غیر غلط اور فرسودہ رسومات اور بدعات پر عمل کرتے جا رہے ہیں بلکہ ان غلط رسومات کو لازم اور فرض قرار دے رہے ہیں۔ مثلاً مرنے کے بعد الٹے پاؤں کرنا اور اسی حالت میں ڈولے کو اٹھالے جانا اور زیارت تک چولہا نہ جلانا، میت کے گھر میں آنے والا سلام نہیں کرنا، حاضری کا کھانا روٹی اور وہی کھانا، میت کا دیدار کرتے وقت پیسے ڈالنا، زیارت، دسواں اور چہلم اگر ایک ہی دن آئے تو فاتحہ نہیں کرنا اور تدفین کیلئے ایک نماز کا وقفہ دینا یہ تمام رسومات کا اسلام میں کوئی جواز نہیں۔ لہذا مسلمانوں سے خواہش ہے کہ وہ کسی سنّی عالم دین سے صحیح معلومات حاصل کریں تاکہ گمراہی سے بچ سکیں۔

زندگی اور موت

زندگی کیا ہے عناصر میں ظہور ترتیب موت کیا ہے ان ہی اجزاء کا پریشاں ہونا
مرگ اک زندگی کا وقفہ ہے یعنی آگے بڑھیے دم لے کر
(میر تقی میر)

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جان دیگر است
عجب سریت بامعشوق مارا کرانا کاتبین راہم خبر نیست
اگر نہ ہو تجھے الجھن تو کھول کر کہدوں وجود حضرت انساں نہ روح ہے نہ بدن (اقبال)

اعلیٰ حضرت سیدی پیر صحوٰ شاہ صاحب قبلہؒ

کی مشہور نظم جو رمضان کے عشرہ آخر میں اکثر مقامات پر پڑھی جاتی ہے (ماخذ تطہیر غزل)
 آہ کہ ۱۳۹۸ھ م ۱۹۳۸ء کا رمضان مبارک واقعی حضرت صحوٰ شاہ صاحب قبلہؒ کا
 آخری رمضان تھا۔ چونکہ آپ ۱۳۹۹ھ م ۱۹۷۹ء کو واصل حق ہوئے۔

آہ اے ماہِ رمضان الوداع والفرق

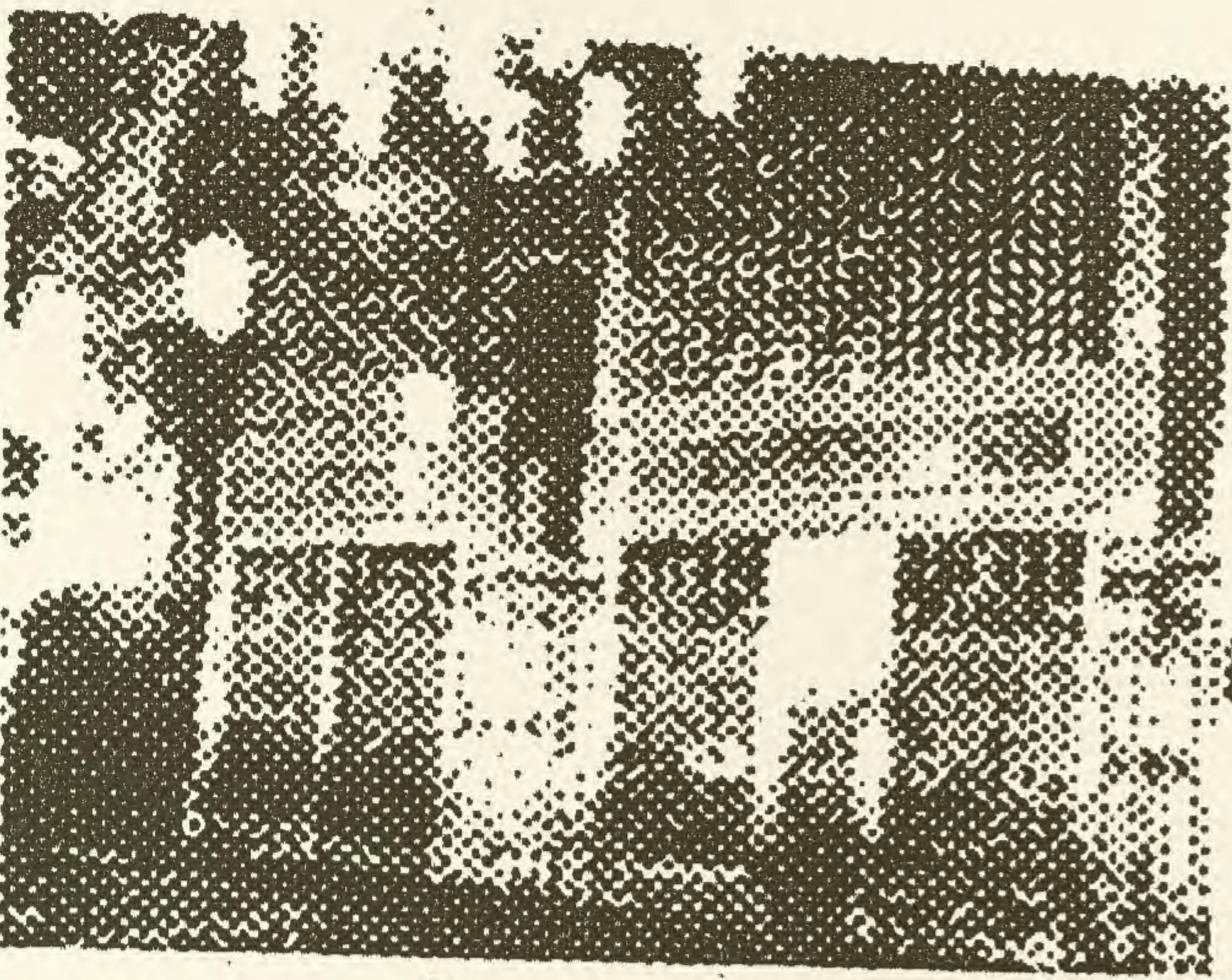
تیری آمد پر مسرت اور دل کو اشتیاق
 اشکِ غم آلود سے کچھ دم میں منہ دھوتے ہیں ہم
 کیا غضب ہے زندگی یہ کیا ستم ڈھانے کو ہے
 ہو گئی پر کیف ہر ساعت تیری آمد کے بعد
 بلکہ سو لینا بھی حسنِ صوم طاعت بن گیا
 تیری راتوں میں سے اک شب کو فضیلت بخشی
 ماہِ آخر طاقِ شب، اپنا پتہ کچھ دے گئی
 روح و جبریل و ملک جسیں اُترتے ہیں سوا
 تیری آمد اصل میں سب کے لئے انعام تھی
 نغمہ ترویج سے بس گونجتے سب بامِ تھے
 عزمِ رخصت پر ترے چھاتی ہر اک شق ہو گئی
 خود حضورؐ پاک کو بھی تیرا رہتا تھا خیال
 ماہِ شعبان ہی سے ہو جاتے تھے مصروف قیام
 فضلِ حق تھا لیکن ہم سائل نہ تھے
 سستی اعمال نے ہم کو مگر غافل کیا
 عذر بھی چلتے رہے ہر وقت ایک حیلہ ہوا
 تو تو آتا ہی رہے گا اور ہم ہونگے کہیں
 وہ جو ربِ دو جہاں ہے اُس سے کرنا عرضِ حال
 عرض کرنا یا الٰہی مصطفیٰؐ کے واسطے
 مغفرت بندوں کی فرمانا کہ وہ خاطی جو ہیں

آہ اے ماہِ سعادت الوداع والفرق
 تجھ سے لیکن چند گھڑیوں سے جدا ہوتے ہیں ہم
 تو ہماری بزم سے اب روٹھ کر جانے کو ہے
 عام تھی اللہ کی رحمت تیری آمد کے بعد
 اُن کا ہر لمحہ تیرے باعثِ عبادت بن گیا
 سب مہینوں پر خدا نے تجھ کو عزت بخش دی
 رات جو دس سو مہینوں سے بھی بازی لے گئی
 رات وہ کہ جس میں نازل حضرتِ قرآن ہوا
 لہذا اے روز ہی سے تیری رحمتِ عام تھی
 ہائے کتنے جانفرا ہر کیف وہ ایام تھے
 تیرے آنے سے زمانے بھر میں رونق ہو گئی
 آہ کس کس کو نہ تھا تیرے بھڑکنے کا ملال
 تیری آمد کا کیا کرتے تھے حضرتؐ اہتمام
 اپنی بد بختی کہ ہم تیری طرف مائل نہ تھے
 پیکرِ بخشش سے تیری کچھ نہ حصہ پالیا
 استفادہ تجھ سے اے وائے نہیں کچھ ہو سکا
 کیا خبر پھر تجھ سے ملنا ہمکو ہو گا یا نہیں
 خیر جاتا ہے تو جا لیکن رہے اتنا خیال
 یعنی خلاقِ زماں سے تو ہمارے واسطے
 بخش دینا اپنے بندوں کو کہ وہ عاصی جو ہیں

نام صحوٰ زمانے میں بہت بد نام ہے
 عفو اس پر بھی کہ تیرا لطف سب پر عام ہے

ماخذ ”تطہیر غزل“

مصنفہ مولانا صحوٰ شاہؒ



عظمتِ روضہ

○

(یہ نعت شریف حضورؐ کے
پائین مبارک کے پاس لکھی گئی)

سر ترے در پہ جو رکھا تو کہوں کیا دیکھا
پستیِ خاک کو بھی عرشِ معلیٰ دیکھا

طوف کرتا کبھی رکتا کبھی بڑھتا دیکھا
پر فرشتے کو تری راہ میں پھٹتا دیکھا

تیرے روضہ کے تصدق تیری جالی کے ثمار
دہر میں کوئی نہ ایسا کہیں نقشہ دیکھا

بے قراری ترے دیدار میں بڑھتی ہی گئی
مثلِ سیماب ہر اک دل کو تڑپتا دیکھا

مدعیانِ شریعت ہوں کہ توحید انھیں
تیری منزل پہ ہر اک گام بہکتا دیکھا

سرفرازانِ زمانہ کو بھی تیرے آگے
خوف کھاتا ہوا سہا ہوا ڈرتا دیکھا

شے نے پائی ہے نمود اور ہوا حق کا ظہور
تیری صورت کا عجب طور تماشا دیکھا

خالق کون و مکان کا بھی دُرود اور سلام
تجھ پہ ہر آن ہر اک لمحہ اترتا دیکھا

اشک آلودہ دل افسردہ سرافگندہ یہیں
ہم نے محوی کو بھی پائین میں بیٹھا دیکھا

(ماخذ - نذرِ مدینہ)

مصنفہ: حضرت سیدی پیر محوی شاہ

”بریلوی عقائد اور ہم کا اہم اقتباس“

مرتبہ: مولانا ڈاکٹر خان آفتاب سراج الدین عشقی (مبئی) (مصنف مولانا غوثی شاہ)
اختلافی مسائل اور ہم اہل سلسلہ (والستگان غوثیہ کمالیہ)

پہلا مسئلہ: معزز بریلوی حضرات کا صرف اعلیٰ حضرت ہی نے سنیت کو فروغ دیا اور کسی نے بھی نہیں کیا ایسا کہنا صحیح نہیں ہے۔ بلکہ اُن کی طرح اُن سے قبل اور اُن کے زمانے میں دوسرے بزرگوں اور علماء نے بھی ”سنیت“ کے فروغ اور پھیلانے میں بہت کام انجام دیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے معہ توارخ حقیقت کا اظہار کر دیا ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے ”تاریخ سنیت“)

دوسرا مسئلہ: اذان و اقامت کے موقع پر کلمہ کی انگلی کو حرکت دینا ہمارے ہاں جائز نہیں۔ چونکہ ایسا کرنا صرف نماز کے قعدہ میں اشدھان لا الہ الا اللہ و اشدھان محمد عبدہ و رسولہ کے موقع پر جائز ہے۔ قرآن و حدیث اور صحابہ کرام اور آئمہ اربعہ (چار آئمہ) کی کسی بھی کتاب میں نہیں لہذا ہمارے اہل سلسلہ ایسی حرکت نہ کریں۔

تیسرا مسئلہ: جمعہ کے دن اذانِ ثانی منبر کے روبرو دینا چاہیے۔ اس تعلق سے ایک سو تیس سالہ سنی جامعہ نظامیہ کے بانی حضرت اعلیٰ حضرت مولانا انوار اللہ خاں صاحب (متوفی 1918ء) نے اپنی ایک کتاب القول الاظہر (فیما يتعلق بالاذان عند المنبر) میں لکھا ہے کہ ”اذانِ ثانی یوم جمعہ فقہ حنفی کی رو سے امام کے سامنے داخل مسجد قریب منبر ہونا چاہیے۔ جیسا کہ آج تمام عرب و عجم شرق و غرب ہند و چین روس و روم میں اذانِ ثانی داخل مسجد ہو رہی ہے اور حضورؐ نے فرمایا کہ ماراہ المومنون حسنا فهو عند اللہ حسنا۔ یعنی جس بات کو مسلمان (متفقہ طور پر) اچھا سمجھیں وہ عمل اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ معزز بریلوی حضرات حدیث نبویؐ لا یوذن فی المسجد یعنی مسجد میں اذان نہ دی جائے کا استدلال پیش کرتے ہیں تو آج اس الکترا تک دور میں خود بریلوی حضرات کی مساجد میں پنجوقتہ نماز کے لئے جوازائیں لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ دی جا رہی ہیں۔ وہ سب داخل مسجد ہی ہیں سوائے جمعہ کی اذانِ ثانی کے جو صحن مسجد میں دی جاتی ہے۔ الحاصل آنحضور ﷺ کے زمانہ مبارک سے آج تک جمعہ کی اذانِ ثانی منبر کے روبرو دی جا رہی ہے جیسا کہ بانی جامعہ نظامیہ نے فتویٰ دیا ہے۔ اور جیسا کہ آج سارے مسلم ممالک میں رواج ہے اس تعلق سے ہماری کتاب تاریخ سنیت میں تفصیل کے ساتھ جمعہ کے دن اذانِ ثانی منبر کے پاس دینے کا جواز ہے۔ (اسکو پڑھیے) ہمارے اہل سلسلہ جمعہ کے دن اذانِ ثانی کو منبر کے پاس ہی دیں اور اگر کوئی بضد ایسا کر رہا ہے تو لڑائی جھگڑے سے بچے رہیں اور مسجد میں مسجد کے آداب کو پیش نظر رکھیں۔ خطبہ جمعہ سے پہلے فاتحہ پڑھنا ہمارے ہاں جائز نہیں۔ جیسا کہ (مماہر اپریل 2002ء) بلہاری کرناٹک کی ایک مسجد میں ایک امام صاحب کو ایسا کرتے دیکھا گیا۔

حالانکہ ہم فاتحہ کے قائل ہیں اور روبرو کھانا رکھ کر ہی فاتحہ دیتے ہیں اور حلقہ ذکر یا تقریر کے اختتامی مواقعوں پر یا نماز کے بعد دعا کرنے کے موقعوں پر فاتحہ پڑھی جاسکتی ہے (مگر زبردستی سے نہیں) اللہ تعالیٰ نے دین کو آسان فرمایا ہے۔ ویسے بھی اللہ نے شدت اور غلو کے درمیان کاراستہ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے واقصد فی مشیک واغضض من صوتک ان انکرا لاصوات لصوت الحمیر (۱۱/۲۱) (مسلمانو!) اپنی چال میں اعتدال کئے رہو اور (یو لے وقت) آواز پچی رکھو اسی لئے سب آوازوں میں بُری اور گلے پھاڑنے والی آواز گدھے کی ہے۔ لہذا ہمارے اہل سلسلہ گلے پھاڑ کر تقریر نہ کریں ہاں بغیر گلے پھاڑ کر بلند اور گرج دار آواز میں تقریر کرنا جائز ہے۔ تاکہ دُور بیٹھے ہوئے لوگ بھی تقریر اور وعظ کو سُن سکیں۔

چوتھا مسئلہ ”جنازے کی نماز میں سلام پھیرنے سے پہلے ہاتھ چھوڑنا“ ایسا عمل بھی ہمارے ہاں کسی دلیل قطعی سے ثابت نہیں۔ لہذا نماز جنازہ میں دو سلام پھیر کر ہی باندھے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیں۔ چونکہ دو سلاموں کے پھیرنے سے نماز ہو جاتی ہے۔

پانچواں مسئلہ ”قبر پر ازاں دینا“ ہمارے ہاں اہل سنت والجماعت کے پاس قبر پر ازاں دینا جائز نہیں۔ اگرچہ بعض حضرات نے قبر پر بعد دفن ازاں دینا جائز بتایا ہے مگر کوئی ٹھوس ثبوت فراہم نہیں کیا اُسکے اثبات میں صرف اذان کی فضیلت اور فضائل بتادیئے گئے ہیں۔ واضح باد کے صحاح ستہ کی احادیث یا اور دوسری کسی قبیل حدیث میں کہیں بھی یہ ثابت نہیں کہ آنحضورؐ نے قبر پر ازاں دی ہے یا ازاں دینے کے لئے کہا ہے یا کسی صحابیؓ نے ایسا کیا ہے یا چار ائمہ دین نے ایسا کیا ہے یا کہا ہے ثم واضح باد کہ ہمارے اہل سلسلہ میں سے بعض مریدین یہ کہتے ہیں کہ قبر میں مردہ کو دفنانے کے بعد سوال و جواب ہوتے وقت شیطان بھڑکتا ہے اسی لئے ازاں دینے سے وہ شیطان بھاگ جاتا۔ میرے سلسلہ کے بھائیو! زندگی میں ہزاروں ازاں سننے کے بعد بھی اُس مرنے والے کی شیطانت نہیں گئی اب مرنے کے بعد کیا وہ ازاں سے بھاگے گا ہاں مرنے سے قبل نزع یا کوماکی حالت میں شیطان ضرور بھڑکتا ہے اور جسکو اللہ محفوظ رکھے وہ بھڑکتا بھی نہیں اور انسان کے گذرنے (مرنے) کے بعد تو شیطان کا انسان سے تعلق بالکل ختم ہو جاتا ہے چونکہ حدیث کی روشنی میں جب انسان ختم ہو جاتا ہے تو اُس کا نامہ اعمال بند ہو جاتا ہے لہذا وہاں شیطان بھڑکانے کا سوال بھی پیدا نہیں ہوتا ہاں اُس گزرنے والے کے لئے مغفرت کی دعا کرنے سے انشاء اللہ میت کو فائدہ ضرور ہوگا اور وہ عذابِ قبر سے محفوظ رہیگا جیسا کہ احادیثِ نبویہ سے ثابت ہے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَاَدْخِلْهُ فِي الْجَنَّةِ ۝

چھٹواں مسئلہ اب رہی یہ بات کہ معزز بریلوی حضرات کا بعض مقامات پر مسجدوں پر مسجد ر ضالکھ کر لگانا یہ کیا ہے؟ تو اُس کا جواب یہ ہے کہ اگر وہ مکمل طور پر بریلوی حضرات کی آنجگاہ ہے تو اُنکے عقائد کے لحاظ سے وہ درست ہونا چاہیے۔ لیکن جہاں جس مسجد میں اور بھی دوسرے سلاسل کے سنّی بھائی نماز کے لئے آتے جاتے ہوں اور اُنکا سلسلہ الگ ہو یا اور بھی دوسرے لوگ آتے ہوں ایسی صورت میں مسجدوں کو ایسے نام دیئے جائیں جو کسی بھی ایک گروہ سے وابستہ نہ ہوں۔ جیسے مسجد ابو بکر صدیقؓ یا مسجد سیدنا عمرؓ یا مسجد سیدنا عثمانؓ یا مسجد سیدنا علیؓ یا حضرت غوث الاعظمؒ کے نام سے مسجد غوثیہ رکھیں یا حضرت سیدنا خواجہ معین الدین چشتیؒ کے نام سے مسجد خواجہ غریب نوازؒ رکھیں بہر حال کسی بھی نام سے رکھیں۔ اُس پر مسجد اہل سنت والجماعت لکھا ہونا ضروری ہے تاکہ کسی بھی سلسلہ کی مخالفت کا باعث نہ بنے ورنہ ہر سلسلہ والا ایک

ہی محلہ میں دس دس مسجدیں بنائی گئی اور ایسا عمل اور ایسی علیحدگی اللہ اور اس کے رسول کو پسند نہیں آج مسلمانوں میں اتحاد کی سخت ضرورت ہے اگر ایسے ہی ہم لڑتے جھگڑتے رہیں گے تو ہماری سنیت کہاں برقرار رہیگی۔ چونکہ ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں اور جو آدمی اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے خلاف عمل کرتا ہے تو وہ سنی کہاں رہیگا۔ جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا کہ مسلمان تو وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے افسوس ہے کہ بعض مسلمان بھائیوں پر کہ علماء یا اپنے مرشدوں کی باتوں کو تو اہمیت دے رہے ہیں۔ مگر اللہ اور اس کے رسول کے خلاف عمل کر رہے ہیں ان للہ وانا الیہ راجعون O

ہاتھ بے زور ہیں الحاد سے دل خوگر ہیں امتی باعث رسوائی پیغمبر ہیں (اقبال)

ساتواں مسئلہ : اب رہی بات پانچویں مسلک، مسلک رضا کی! اُس کا جواب یہ ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَاِمَامَهُمْ یعنی تم پر لازم ہے کہ تم مسلمانوں کی بڑی جماعت اور اُس کے امام کی اطاعت کرو (رواۃ تجرید البخاری) چنانچہ ساری دنیا کے مسلمانوں کی ہدایت کے لئے اللہ نے چار اماموں کو اولی الامر کی حیثیت دی ہے۔ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ حضرت سیدنا امام مالکؒ، حضرت سیدنا امام شافعیؒ، حضرت سیدنا امام حنبلیؒ، یہ چار ائمہ اہل سنت والجماعت کے ائمہ دین ہیں۔ اُن میں سب سے پہلے ہم حنفی اہل سنت والجماعت کے امام امام الاممہ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ (متوفی ۱۵۰ ہجری) ہیں جنکے ماننے والوں کی تعداد آج دنیا میں ستر لاکھ فی صد ہے باقی دوسرے تین مسلکوں کے ائمہ کے ماننے والے ہیں۔ اور باقی غیر مقلد فرقے ہیں۔ اما بعد! مشہور محدث اعظم حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب عقد الجید میں فرماتے ہیں۔ مسلمانو! جان لو تم کہ ان چاروں مذاہب میں سے کسی ایک مسلک کو اخذ کرنے میں اُس کی تقلید کرنے میں بڑی مصلحت کا راز یہ ہے کہ اللہ نے اپنے نبی ﷺ کی سنّت کو ضائع ہونے سے بچالیا اور چار مسلکوں کی شکل و صورت میں محفوظ کر دیا۔ اسی طرح حضرت امام طحاویؒ نے فرمایا کہ اے مومنو تم پر ناجی فرقہ بنام اہل سنت والجماعت کی اتباع لازم ہے اور یہ بات سچ ہے کہ چار مسلک حنفی شافعی، مالکی اور حنبلی حق پر ہیں اور جو ان سے خارج ہوا وہی بدعتی اور اہل دوزخ سے ہے۔

پس ان مستند حوالوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ اہل سنت والجماعت کے صرف چار مسلک ہیں۔ کیوں نہ ہو کہ اللہ کے اور محمدؐ کے حروف بھی چار ہیں اور ملائکہ چار، خلفاء راشدین بھی چار ہیں اور اہل سنت والجماعت کے ائمہ بھی چار ہیں۔ اور ان ہی اعتبارات کو لیا ہوا ہمارے شہر حیدر آباد میں چار مینار ہے برادران طریق! خود فاضل بریلوی اعظم حضرت احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس اللہ سرہ اعلیٰ اللہ مقامہ بھی حنفی مسلک سے تھے اور کبھی بھی اپنا الگ مسلک قائم نہیں کیا۔ لہذا ہم اہل سلسلہ اپنا علیحدہ پانچواں مسلک نہ بنائیں۔ وہ اسلئے کہ بڑے بڑے ائمہ و محدثین حتیٰ کہ حضرت امام بخاریؒ، حضرت امام مسلمؒ اور حضرت سیدنا غوث اعظمؒ اور حضرت سیدنا خواجہ معین الدین چشتیؒ وغیرہ نے بھی اپنا علیحدہ مسلک قائم نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم تمام مسلمانوں کو نیک توفیق کیساتھ ہدایت عطا فرمائے تاکہ ہم صراط مستقیم پر چل سکیں۔ آمین۔ حق سیدنا محمد و آل سیدنا محمد بارک و سلیم بروح اعظم و پاکش درود لا محدود

اثر کرے نہ کرے سن تو لے میری فریاد نہیں داد کا طالب یہ بندہ آزاد

اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد باریک وسلم

قبر میں ازاں دینا جائز نہیں اور نہ ہی قبر میں شیطان بھڑکتا ہے

بعض لوگ ان احادیث ذیل سے قبر میں شیطان کے بھڑکانے کا استدلال کرتے ہیں۔

حضرت سیدنا عمرؓ نے اُنکی لڑکی کو قبر میں اتارتے وقت یہ کہا ”بسم اللہ و فی سبیل اللہ۔ اللہم اجرہا من الشیطان و عذاب القبر“ مگر وہ صاحب فی سبیل اللہ کے بعد (و علیٰ ملة رسول اللہ) لکھنا شاید بھول گئے۔ صرف ترجمہ لکھ دیا گیا اور ترجمے میں بھی اس طرح گڑبڑ کی گئی کہ جب اینٹیں قبر پر درست کرنے کی بجائے اُنھوں نے مٹی کا لفظ استعمال کیا۔ خیر افہام و تفہیم کے لئے ایسا لکھا بھی جاسکتا ہے پھر وہ صاحب معترض نے دوسری دلیل میں حکیم ترمذی کی روایت کو پیش کیا اللہم اعذہ من الشیطان الرحیم۔ یعنی اے اللہ تو اُسے شیطان مردود سے بچا۔ اسی طرح وہ صاحب نے تیسری دلیل ابن ابی شیبہ کی پیش کی۔

حضرت خثیمہؓ سے روایت ہے کہ۔۔۔ بزرگان دین میت کو قبر میں اتارتے وقت بسم اللہ و فی سبیل اللہ۔ اللہم اجرہ من عذاب القبر و من عذاب النار و من شر الشیطان الرحیم ○ یعنی اللہ تعالیٰ کے نام سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور ملت رسول اللہ پر اے اللہ تعالیٰ (اس میت) کو محفوظ رکھ عذاب قبر سے عذاب جہنم سے اور شر شیطان رحیم سے ○ یہ کلمات کہنا پسند کرتے تھے ○ چوتھی دلیل حکیم ترمذی ”نوادرا الاصول“ کے حوالہ سے کہا گیا کہ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ جب مردے سے یہ سوال ہوتا ہے کہ ”من ربک“ تو شیطان ایک مخصوص شکل میں آکر اپنی طرف اشارہ کرتا ہے کہ کہہ دے میں تیرا رب ہوں۔ الحاصل یہ تو ہے وہ صاحب معترض کے دلائل ○ (آخر ان احادیث کا کس نے اور کہاں انکار کیا ہے؟ اُسکا حوالہ ضروری ہے)

برادرانِ اسلام ! ان متذکرہ احادیث میں یہ کہیں بھی لکھا ہوا نہیں کہ میت کو شیطان بھڑکتا ہے۔

صرف ان متذکرہ احادیث میں ان اصحابؓ نے نہ قبر میں ازاں دی اور نہ کسی کو ازاں دینے کہا بلکہ اُنہوں نے قبر کے عذاب سے اور شیطان کے شر سے خدا کی پناہ مانگی ہے اور شر کے معنی برائی یا بدی کے ہیں۔ اور جبکہ ضلک کے معنی بھڑکانے Mislead کرنے کے ہیں۔

لہذا ان احادیث متذکرہ سے یہ کہیں بھی ثابت نہیں ہوتا ہے کہ میت کو شیطان بھڑکتا ہے یا کسی بھی صحاح ستہ یا اور دوسری کسی بھی قبیل احادیث میں یہ لکھا ہوا نہیں کہ حضورؐ نے یہ کہا ہے کہ قبر میں میت کو شیطان بھڑکتا ہے۔ اور حضرت سفیان ثوریؒ کا بیان حدیث نہیں ویسے بھی کسی حدیث پر عمل نہ کرنے کے یہ معنی انہیں کہ اُس سے انکار ہے جیسے بخاری و مسلم کی کئی ایسی احادیث صحیحہ ہیں جس پر ہمارا عمل نہیں جیسے اعضائے وضو کو ایک ایک مرتبہ دھونا یا نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا وغیرہ الحاصل کسی بھی حدیث نبویؐ

میں یہ صراحت نہیں ہے اور نہ آئمہ اربعہ میں سے کسی نے یہ کہا ہو کہ ”میت کو شیطان بھڑکاتا ہے“ بالفرض معترض ہی کی بات کو معترض ہی کے ماننے والے مان بھی جائیں تب بھی قبر میں اذال دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا چونکہ اُن ہی معترض کے مطابق صحابہؓ نے میت کے حق میں شیطان کے شر سے پناہ مانگی ہے لہذا اُنھیں اُسی سنت کے مطابق چلنا چاہیے نہ کہ نئی نئی بدعتیں ایجاد کر کے فتنہ و فساد کا باعث بنیں۔ ہم حنفی سنّی مسلک کے لوگ اس بات کے قائل ہی نہیں کہ میت کو شیطان بھڑکاتا ہے چونکہ سوال و جواب کا تعلق عالم مثال سے ہے اور قبر سے مراد ہی عالم مثال ہے۔ جہاں شیطان کی پہنچ ناممکن ہے

چنانچہ حضرت مولانا شبلی نعمانیؒ نے اپنی معرکتہ الآراء تصنیف سیرت النبیؐ میں لکھا ہے کہ قبر در حقیقت وہ خاک کا تودہ نہیں ہے کہ نیچے کسی مردہ کی ہڈیاں پڑی رہتی ہیں بلکہ وہ عالم ہے جس میں یہ مناظر پیش آتے ہیں اور وہ ارواح و نفوس کی دنیا ہے مادی عناصر کی دنیا نہیں۔ اسی لئے قرآن نے اس عالم کے تعلق سے ہمیشہ نفس اور نفوس کو خطاب کیا ہے جیسے یا ایتھا النفس المطمئنہ اور ان ہی کے عذاب و ثواب اور رحمت و لعنت کا ذکر ہے اس عالم میں جو جسم نظر آتا ہے وہ مرنے والے کے اعمال کا مثالی پیکر ہوتا ہے جو ہو بہو Same As It is اُس کے خاکی جسم کا مثالی Ditto ہوتا ہے۔ مثلاً ہم اپنے بستر پر نیند میں ہیں اور آرام سے سو رہے ہیں مگر ہم یہ خواب دیکھ رہے ہیں کہ (خدا نخواستہ) ہم آگ میں جل رہے ہیں تو اس کا اثر ہمارے جسم پر بھی پڑ رہا ہے اور ہم باوجود آرام و آسائش کے ایریکنڈیشن میں ہونے کے ہم پریشان ہوتے جا رہے ہیں اور ہماری پیشانی پر پسینہ آتا جا رہا ہے اسی طرح ہم خواب میں دیکھتے ہیں کہ باغ و بہار کی لذتوں میں مصروف ہیں۔ جبکہ ہم اپنے ہی گھر میں موجود ہیں مگر ہم اپنے جسم میں آرام و راحت پاتے ہیں اور ہمارا چہرہ نیند ہی کی حالت میں مسکرا نے لگتا ہے حضرت سیدی و والدی پیر صحوٰی شاہ علیہ الرحمہ نے اس عالم کو ”عالم مثال“ کہا ہے جسکو عالم برزخ بھی کہتے ہیں جو کہ مادہ اور مادیات سے پاک ہے تاہم اس کو اپنے جسم خاکی سے ایک قسم کی نسبت حاصل ہوتی ہے چنانچہ اُسی نسبت کی بناء پر قبر یا مزار (Grave) کی اصطلاح عام بول چال میں جاری ہے جیسے ہم اپنی آنکھوں سے مسلمان مردوں کو اُسی اصطلاحی قبر میں جاتے دیکھتے ہیں قرآن کہتا ہے (سورۃ انفال ۷) ”اور اگر تم دیکھو کہ جب فرشتے کافروں کی روح کو قبض کرتے ہیں (اور) مارتے ہیں اُن کے منہ اور پیٹھ پر اور (کہتے ہیں) چکھو جلنے کا مزہ۔“

اس آیت سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ گنہگاروں پر موت کے بعد ہی سے عذاب شروع ہو جاتا ہے اور مار اُن کے منہ اور پیٹھ Back پر پڑتی ہے مگر یہ منہ اور پیٹھ وہ نہیں ہے جو بے جان لاشہ کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ اسی طرح قرآن میں یہ آیت بھی بڑی غور طلب ہے اُغْرِقُوا فَاَدْخُلُوْا نَاراً فَاَنْتُمْ يَّجِدُوْنَ لَهَا مِنْ دُونِ اللّٰهِ (نوح- ۲) (بظاہر) (قوم نوحؑ) پانی میں ڈبو دی گئی پھر وہ آگ میں داخل کئے گئے تو اُنھوں نے خدا کے سوا کسی کو مددگار نہیں پائے)

اس آیت میں سمندر کا پانی اُن کے جسموں کیلئے ”قبر“ ہوا اور لازمی ہوا کہ بڑی چھوٹی مچھلیوں کی غذا بھی وہ بن گئے ہونگے مگر قرآن اُنھیں یہ کہہ رہا ہے کہ وہ پانی میں ڈبو دیئے گئے پھر وہ آگ میں داخل کئے گئے معلوم ہوا کہ یہ آگ والا معاملہ ”عالم مثال“ کی دوزخ کا ہے اسی طرح نیک لوگوں کے تعلق سے قرآن

لکھتا ہے کہ الذین تَتَوَفَّاهُم الْمَلَکَةُ --- بما کنتم تعملون --- جنکو فرشتے (گناہوں سے) پاک و صاف حالت میں وفات دیتے ہیں کہ تم پر سلامتی ہو اپنے کاموں کے بدلہ جنت میں چلے جاؤ O (نحل - ۴) اور احادیث نبویہ کی روشنی میں اُنکو قبر ہی میں جنت کی کھڑکی کے ذریعہ جنت دکھادی جاتی ہے کہ تمہیں یہیں جانا ہے۔ جبکہ ظاہری ”قبر“ یا مزار میں ایسی کوئی کھڑکی نظر نہیں آتی۔ الحاصل قبر سے مراد عالم مثال ہی ہے جہاں سوال و جواب ہوتا ہے چونکہ یہ قبر میت کا مقام آرام ہے اسی لئے اُسی کے مطابق وہاں فاتحہ دی جاتی ہے اور قبر پر پھول چڑھائے جاتے ہیں تاکہ اُس کی روح کو تسکین و راحت ہو اور احادیث نبویہ میں دعا بھی اسی بات کو پیش نظر رکھ کر کی جاتی ہے اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَاَرْحَمْهُ وَاَعْفُ عَنْهُ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ O (مسلم) ہماری اس تفصیل کا مقصد یہی ہے کہ وہاں جہاں فرشتے سوال و جواب کرتے ہیں شیطان پہنچ ہی نہیں سکتا تو وہاں اُسکے بھٹکانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ صرف دُعائی کلمات وہاں پہنچتے ہیں اور اللہ اُن کلمات دعا کو سننے والا ہے۔

فرشتہ موت کا چھوٹا ہے گو بدن تیرا تیرے مرکز کے وجود سے مگردور رہتا ہے
اگر نہ ہو تجھے اُلجھن تو کھول کر کہدوں وجود حضرت انسان نہ روح ہے نہ بدن (اقبال)

”فقہ حنفی کی رُو سے اِزاں دینا میت کو قبر میں نہ اتارتے وقت مسنون ہے اور نہ ہی اُترنے کے بعد۔ اور شوافع کے پاس بھی یہی حکم ہے چنانچہ علامہ ابن حجر شافعی نے بھی اسکو بدعت کہا ہے۔ (دیکھئے فتاویٰ شامی - جلد اول - ص ۶۶۰)

اسی متذکرہ فتویٰ کے مطابق حضرت اعلیٰ سیدی مولائی حضرت مولانا غوثی شاہ صاحب قبلہ کا ایک بیان بعنوان ”قبر میں اِزاں دینا جائز نہیں“ بتاریخ 16 جولائی 2002ء رہنمائے دکن میں چھپ چکا ہے پھر اُسی رہنمائے دکن میں 15 جولائی 2002ء کے آپکے شرعی مسائل میں ”پھر وہ صاحب نے گستاخانہ انداز میں ”قبر میں وجود شیطان“ کا عنوان غلط دیکر اپنے شر کو خیر کے لباس میں پیش کیا ہے۔

چنانچہ وہ صاحب نے ”بریلوی عقائد اور ہم“ میں حضرت اعلیٰ سیدی مولانا غوثی صاہ صاحب قبلہ مدظلہ کے لکھے گئے الفاظ کو نقل کرتے ہوئے لکھا کہ۔ ایک صاحب (یعنی غوثی شاہ) کا کہنا ہے کہ مرنے کے بعد تو شیطان کا انسان سے تعلق بالکل ختم ہو جاتا ہے چونکہ حدیث کی روشنی میں جب انسان ختم ہو جاتا ہے تو اس کا نامہ اعمال بند ہو جاتا ہے لہذا وہاں شیطان بھٹکانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیا یہ بات درست ہے؟ (یہاں سے وہ معترض صاحب کے خیالات کا اس طرح اظہار ہوتا ہے) جی ہاں یہ بات درست ہے کہ شیطان میت کو بھٹکاتا ہے اور اس بات پر کتب احادیث میں کئی احادیث موجود ہیں۔ جو حضرات ان احادیث کا انکار کرتے ہیں یا تو وہ ان احادیث سے واقف نہیں ہیں یا منکرین حدیث کے طبقہ سے ان کا تعلق ہے اہل علم پر یہ احادیث خوب روشن ہیں۔

مسائل عقیقہ

اخذ و ترتیب : مولانا غوثی شاہ
ماخذ : اہل خدمات شریعہ

۱۔ (اصطلاح شرع میں) بچہ پیدا ہونے کے بعد (اس کے سر سے بال اتار کے) جو بحر اذبح کیا جاتا ہے اس کو عقیقہ کہتے ہیں۔

۲۔ عقیقہ کرنا مستحب ہے۔ (حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر بچہ اپنے عقیقہ کے عوض رہن ہے) (اس سے عقیقہ کی تاکید ثابت ہوتی ہے کیوں نہ ہو کہ عقیقہ بچہ اور ماں باپ دونوں کے حق میں یکساں مفید اور باعث خیر و برکت ہے)۔

۳۔ عقیقہ پیدائش سے ساتویں دن کرنا چاہیے۔ اگر ساتویں دن نہ ہو سکے تو چودھویں یا اکیسویں دن یا جب ممکن ہو کریں (لیکن ساتویں دن کا لحاظ رکھیں۔ مثلاً پیدائش جمعہ کی ہو تو جب عقیقہ کریں جمعرات کے دن کریں اور اگر جمعرات کی ہو تو چہار شنبہ کے دن۔ اسی طرح آخر تک) اس کے لئے عمر کی قید نہیں البتہ ساتویں دن سے قبل کرنا درست نہیں ہے۔

۴۔ لڑکی کا عقیقہ ایک بحرے سے اور لڑکے کا دو بحروں سے کرنا چاہیے اگر کسی میں دو بحروں کی قدرت نہ ہو تو ایک بحر ابھی کافی ہے۔

۵۔ عقیقہ کا بحر ایک برس کی عمر سے کم یا عیب دار نہیں ہونا چاہیے نیز جو شرائط و اوصاف قربانی کے جانور میں ضروری ہیں وہی عقیقہ کے جانور میں ہونے ضرور ہیں۔ (تنبیہ) عقیقہ کے جانور میں نر و مادہ کی خصوصیت ہیں۔

۶۔ عقیقہ کا جانور بچہ کا باپ خود ذبح کرے تو بہتر ہے ورنہ چچا، دادا یا جو چاہے ذبح کرے۔ ذبح کے وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ هَذِهِ عَقِيقَةُ ابْنِي (فلاں) دَمُهَا بَدَمِهِ وَ لَحْمُهَا بِلَحْمِهِ وَ عَظْمُهَا بِعَظْمِهِ وَ جِلْدُهَا بِجِلْدِهِ وَ شَعْرُهَا بِشَعْرِهِ ، اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهَا مِنِّي وَ اجْعَلْهَا فِدَاءً لِابْنِي مِنَ النَّارِ ۔ پھر بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کے ذبح کرے (تنبیہ) اگر لڑکے کا باپ ذبح کرے تو لفظاً لفظاً یہ دعا پڑھے البتہ لفظ فلاں کی جگہ لڑکے کا نام لے اور اگر لڑکی ہو تو ابنی کے بجائے بنتی کہے اور مذکر ضمیروں کی جگہ مؤنث ضمیریں کہتا جائے اور اگر کوئی اور شخص ذبح کرے تو فلاں کی جگہ فلاں ابن فلاں کہے (یعنی بچہ کا اور بچہ کے باپ کا نام لے) اور تَقَبَّلْهَا مِنِّي کی جگہ تَقَبَّلْهَا مِنْهُ اور فِدَاءً لِابْنِي کے بجائے فِدَاءً لِابْنِهِ اور لڑکی کیلئے بنتی کے بجائے

فلاں بنت فلاں کے اور مونٹ ضمیر استعمال کرے۔

۷۔ جب عقیقہ کا جانور ذبح کر چکیں تو بچہ کے سر سے بال اتاریں اور سر پر زعفران یا صندل یا اور کوئی خوشبودار چیز ملیں اور بالوں کو سونے یا چاندی سے تول لے کر زمین میں دفن کر دیں اور سونا چاندی خیرات کر دیں (حجام کو اجرت میں نہ دیں بلکہ اس کو علیحدہ کچھ دیدیں) پھر اسی دن بچہ کا نام رکھیں (یا پیدائش سے ساتویں دن نام رکھنا سنت ہے)

۸۔ عقیقہ کے گوشت کے تین حصے کئے جائیں (ان میں سے) ایک حصہ فقیروں اور محتاجوں کو دیا جائے۔ باقی دو حصے آپ کھائیں اور اپنے عزیزوں و ہمسایوں میں (کچا خواہ پکا کے) تقسیم کریں (عقیقہ کے گوشت میں حجام یا دائی کا شرعاً کوئی حق مقرر نہیں)۔ (تنبیہ) قربانی اور عقیقہ دونوں کا حکم یکساں ہے۔ پس جس طرح قربانی کا گوشت صاحب قربانی کھا سکتا ہے۔ اس طرح عقیقہ کا گوشت ماں، باپ، نانا، نانی، دادا، دادی سب کھا سکتے ہیں (کوئی شرعی ممانعت نہیں)

۹۔ عقیقہ کھال کسی فقیر کو خیرات کریں یا گھر کے استعمال میں رکھ لیں۔

۱۰۔ عقیقہ کے گوشت یا کھال کا قصاب کو اجرت میں دینا درست نہیں۔

۱۱۔ عقیقہ کی ہڈیاں توڑنے کی شرعاً کوئی ممانعت نہیں (پس گوشت کے کاٹنے میں ہڈی نہ ٹوٹنے کی رعایت ضروری نہیں)

۱۲۔ عقیقہ کی کھال یا سرے پایوں کا دفن کرنا درست نہیں۔ خود رکھ لیں یا تقسیم کر دیں یا بچہ کر کسی غریب کو پیسے دیدیں۔

ضمیمہ جب کسی مسلمان کے گھر بچہ پیدا ہو تو دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہیں۔ اذان و اقامت کے بعد کھجور یا شہدیا اور کوئی میٹھی چیز (جس کو آگ کا اثر نہ پہنچا ہو) کوئی بڑا بوڑھا گھر والا اور کوئی دیندار اپنے منہ میں چبا کے بچہ کے منہ کے اندر اور سر کی تالو میں لگائیں۔ پھر ساتویں دن عقیقہ کرے اور اسی دن بچہ کا نام رکھے۔ یا پھر مجبوراً جس دن سہولت ہو عقیقہ کر سکتے ہیں۔

۸۶-۹۲ لَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ (قرآن) ظالموں پر خدا کی لعنت ہے

جواز لعنت بر یزید لعنتہ اللہ علیہ

از: مولانا غوثی شاہ

یہ ظلمت و نور کا تصادم ازل سے جاری ہے زندگی میں یزید شمعیں بجھا رہا ہے حسینؑ شمعیں جلا رہے ہیں آنحضور ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین علیہم السلام کے تعلق سے فرمایا تھا کہ انا حرب لمن حاربہم وسلم لمن سالہم جو شخص ان لوگوں سے لڑے گا میں بھی اُس بد نخت سے لڑوں گا اور جو ان سے صلح کرے میں بھی اس سے صلح کروں گا۔ اب بتائیے کہ حضرت حسینؑ کو قتل کرنے والا آنحضور صلعم کے اعلان جنگ سے کیا بچ گیا ہے؟ ہرگز نہیں اس پر قیامت تک ہی نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ خدا اور اس کے رسولؐ کی اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت پڑتی رہے گی۔

قرآن مجید میں ہے کہ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ اُولٰٓئِكَ جزاؤہم اَنَّ عَلٰیہُمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِينَ O اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا ان لوگوں کو سزا یہ ہے کہ اُن پر خدا کی لعنت اور فرشتوں کی اور انسانوں کی سب کی لعنت ہے O اور دوسرے مقام پر اللہ نے واضح انداز میں ظالموں پر لعنت بھیجی ہے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی الظَّالِمِينَ آگاہ ہو جاؤ کہ ظالموں پر خدا کی دھتکار اور لعنت ہے اور ایک مقام پر اللہ نے لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰیہِ کہا ہے اور یہ کون نہیں جانتا کہ یزید ظالموں میں سے تھا بلکہ ظالموں کا لیڈر تھا اللہ اُس پر لعنت بھیجے۔ لعنت سے متعلق قرآنی جوازا ت کے بعد ہم انشاء اللہ تعالیٰ احادیث نبویہ کے دلائل پیش کرتے ہیں۔

احادیث نبویہ اور جواز لعنت بر یزید

O طبرانی کی ایک حدیث آنحضورؐ نے فرمایا: ”خدا یزید کا برا کرے“ (طبرانی) اور ”ابن شیبہ“ کی حدیث میں وارد ہے کہ آپؐ نے فرمایا ”خدا یزید کا بھڑانہ کرے“ اور شہقی نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ ”میرے دین کو سب سے پہلے یزید اموی بگاڑے گا۔“ (شہقی) اور ابو العلی نے روایت کی کہ آنحضورؐ نے فرمایا ”سب سے پہلے بنو امیہ کا ایک شخص یزید میرے دین میں رخنہ پیدا کرے گا۔“

O حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے صاحبزادے حضرت عبداللہؒ نے اُن سے پوچھا کہ یزید پر لعنت کرنے کا کیا حکم ہے انھوں نے جواب دیا کہ ”میں کیسے اس شخص یزید پر لعنت نہ کروں جس پر خدا نے لعنت کی ہے۔“ اور اس کے ثبوت میں انھوں نے یہ آیت پڑھی۔ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقْطِعُوْا اَرْحَامَكُمْ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ (سورہ محمد۔ آیت ۲۲۔ ۲۳) ترجمہ: پھر تم سے اس کے سوا اور کیا توقع کی جاسکتی ہے کہ تم فرما بردار ہو گئے تو زمین پر فساد برپا کرو گے اور قطع رحمی کرو گے ایسے ہی لوگ وہ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی۔ یہ آیت پڑھ کر حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا: اس سے بڑا فساد اور اس سے بڑی قطع رحمی اور کیا ہوگی جس کا ارتکاب خود یزید نے کیا کہ اُس سے غلطی ہو گئی۔ اگرچہ کہ اس نے اپنے ہاتھوں سے نہ کیا مگر اس کا اصل ذمہ دار تو وہی ہے

یزیدُ الظالمینِ الا خساراً ۝ لعنةُ علیِ الظالمینِ (قرآن)

لعنت بر یزید کا ایک اور جواز

۰ حضرت سیدنا امام حسن بصریؒ جو سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے خلیفہء خاص تھے اور سلسلہ قادریہ و چشتیہ کے مرجع و مرکز ہیں آپ نے ایک شخص کو چند سوالوں کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں اور اہل شام (یزیدیوں) سے راضی رہوں؟ خدا اُن یزیدوں کا ناس کرے کیا وہی نہیں ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیارے نواسے کا قتل کیا اور ان کے حرم پاک مدینہ منورہ (جس کی فضیلت احادیث سے ثابت ہے) اس کو (اپنی بد کرداری) سے حلال کیا اور تین دن تک اس کے باشندوں کا بیدردی سے قتل عام کیا اور وہاں دیندار خواتین کی عزتیں لوٹی گئیں حتیٰ کہ ایک ہزار عورتیں زنا سے حاملہ ہو گئیں۔ جس کو تاریخ اسلام نے واقعہ ”خرہ“ (یعنی آزادی کا نام دیا ہے) پھر یزیدی ”بیت اللہ“ پر چڑھ دوڑے اس پر سنگ باری کی اور اس کے مقدس غلاف کو آگ لگائی اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو قتل کر کے بازار میں تین دن تک لٹکادیا، ان یزیدوں پر اللہ کی لعنت ہو اور وہ برا انجام دیکھیں۔ (ماخذ ابن الاثیر ج ۴۔ ص ۱۷)

جو جید علمائے اسلام جواز لعنت بر یزید کے قائل ہیں ان میں ابن جوزی، قاضی ابوالعلی علامہ جلال الدین سیوطی وغیرہ کے علاوہ حافظ ابن کثیر بھی ہیں۔ حافظ ابن کثیر نے حضور اکرمؐ کی وہ احادیث جس میں حضرت امام سیدنا حسین علیہ السلام کی فضیلت مرقوم ہے اس کی بنیاد پر یزید کی لعنت کو جائز رکھا ہے مشہور خلیفہ اسلام حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی مجلس میں ایک مرتبہ ایک شخص نے یزید کا ذکر کرتے ہوئے ”امیر المومنین یزید“ کے الفاظ استعمال کئے تو آپؒ نے سخت ناراض ہو کر اس سے فرمایا ”تو یزید کو امیر المومنین“ کہتا ہے اس کی سزا بھگت چنانچہ آپؒ نے اس کو بیس کوڑے لگائے۔ (ماخذ تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۳۶۱) معلوم ہوا کہ یزید ہر زمانہ میں لعین و لعنت کے قابل تصور رہا ہے حضرت مولانا رومؒ اور حضرت علامہ اقبالؒ نے بھی اپنے اشعار میں یزید پر تنقید کی ہے پس ان تمام حوالوں و حدیثوں سے یزید پر لعنت کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ ویسے بھی ہمارا تقاضا ایمان یہی ہے کہ ہم حضرت سیدنا امام حسینؑ کی طرفداری کریں اور ”طرفدارانِ حسینؑ“ میں اپنا نام لکھالیں تاکہ آنحضورؐ کی چشم کرم ہم پر مرکوز ہو جائے وہ اس طرح کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے اپنے ساتھیوں بشمول حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے کہیں چہل قدمی کر رہے تھے راستے میں ایک چھوٹے سے لڑکے کو دیکھا اور اسکو گود میں لیکر اسکی پیشانی کا بوسہ لیا صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ آپ پر ہمارے ماں باپ قربان یہ کیا معاملہ ہے تب آپؐ نے فرمایا کہ ”یہ لڑکا ایک دن میرے حسینؑ سے اپنی محبت کا اظہار کر رہا تھا۔“ یعنی ”چاہنے والے کو بھی چاہا جاتا ہے۔“

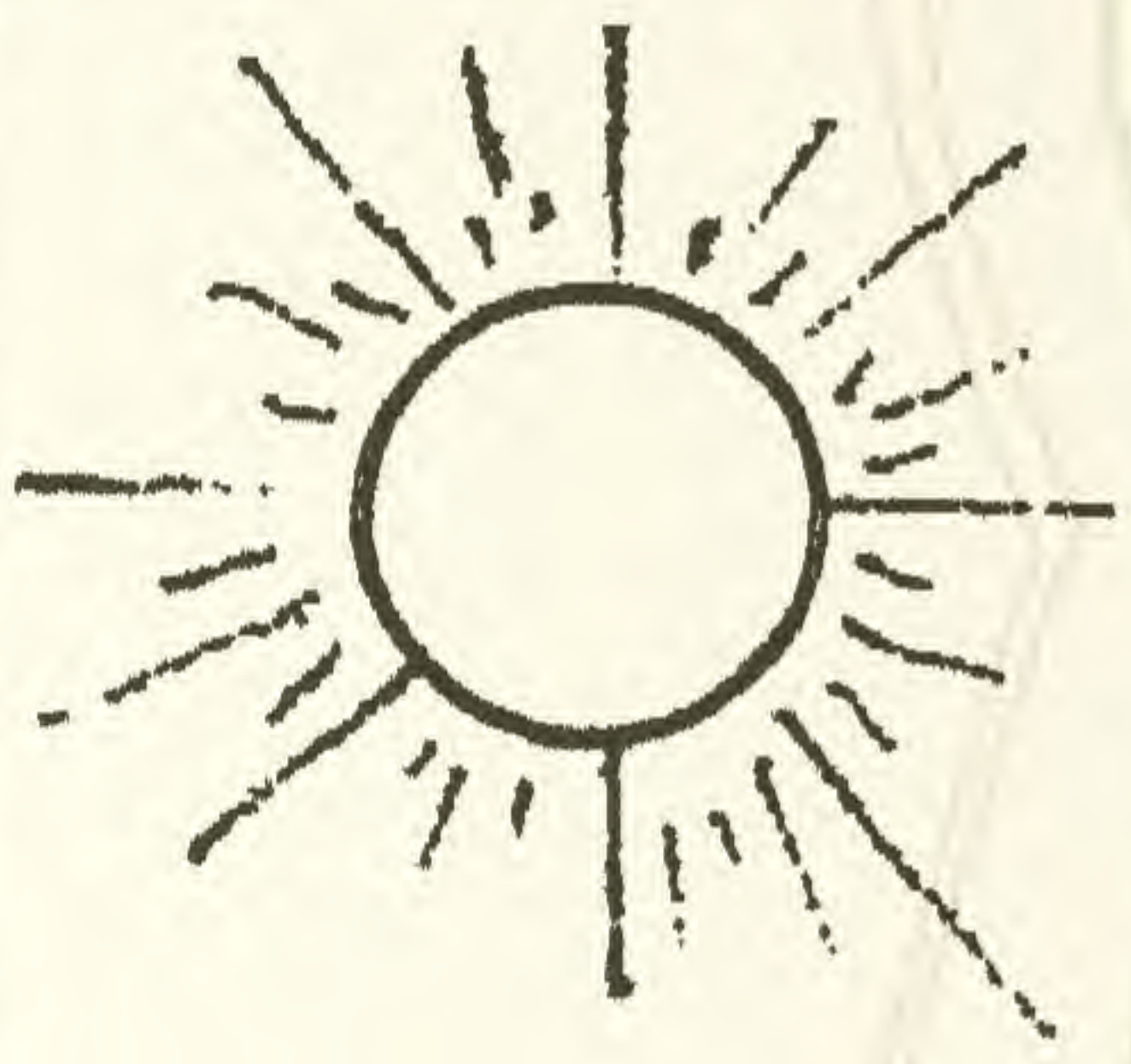
برادرانِ اسلام دیکھا آپؐ نے حضورؐ نے حضرت حسینؑ کی محبت کی وجہ سے اُس لڑکے کو چاہا تو کیا حضورؐ آپ کو نہ چاہیے اگر آپ بھی حضرت حسینؑ کی محبت رکھیں اور حضرت حسینؑ کی طرفداری کریں حسینؑ کی وکالت کریں تو عجب نہیں کہ ذاتِ رسالتؐ کی چشم کرم آپ پر بھی مرکوز ہو جائے۔ آئیے آج

ہم یہ تہیہ کر لیں کہ ہم ہمیشہ حضرت حسینؑ کی تائید اور طرفداری کریں گے اور ہم غلام غلامانِ حسینؑ ہیں
حضرت سیدی والدی پیر صحوی شاہ اعلیٰ اللہ مقامہ فرماتے ہیں

غلام غلامانِ آلِ نبیؐ کی گوارہ ہے صحویؒ یہ نسبت بھی جی سے

ہمارے لئے لازم ہے کہ ہم حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کی یاد میں مجالس قائم کریں تلاوت قرآن کریں ان کی شان میں منقبت پڑھیں ان پر درود و سلام پڑھیں اور حضرت حسینؑ کے دشمن یزید لعین پر ریگستان کی ریتی کے برابر لعنت بھیجیں لعنة الله على يزيد لعین لعنة الله عليه واضح باد کہ حضورؐ نے قسطنطنیہ فتح کرنے والے کو جنت کی بشارت دی ہے (ناکہ حملہ کرنیوالوں کو) اور قسطنطنیہ (استنبول) کو فتح کرنے والا سلطان محمد فاتح ہے جو سلطنت عثمانیہ کا حکمران تھا اور یہ فتح 29 / مئی 1453ء کو ہوئی۔ اللھم صلی علی محمد وعلی آل محمد و باریک وسلم

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ



دورِ حاضر کی پکار

از: شیخ الاسلام حضرت سیدی پیر صحوی شاہؒ

(ماخذ: تقدیس شعر)

○

نظامِ وحدتِ ملتِ فنا بہ کثرت ہے

حسینؑ ابنِ علیؑ کی پھر اب ضرورت ہے

وہ شاہِ صبر و رضا وہ مجاہدِ اسلام

ہزار اُسؑ پہ درود و ہزار اُسؑ پہ سلام

حضرت سیدنا امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت ایمان کا

تقاضہ اور ایک سنی مسلمان کی شناخت اور پہچان ہے۔

غوثی شاہ

ماخذ : شریعت کیا ہے ؟ شریعت کی معجز نمایاں

از: مولانا غوثی شاہ

○ اسلامی قانون شریعت خدا کی طرف سے پیغمبر اسلام حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل کردہ احکام کا نام ہے۔

○ اللہ تعالیٰ نے شریعت اسلامیہ شریعت محمدیہ کو تمام بنی نوع انسان کی فلاح و بہبودی کے لئے وضع فرمایا ہے

○ شریعت پر امیر و غریب باشاہ و رعایا سب ہی کے لئے یکساں قانون کا نام ہے

○ قانون شریعت موجودہ و آئندہ کے تمام حالات کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اس میں کسی بھی تغیر و تبدل کی گنجائش نہیں۔

○ شریعت اسلامیہ پر آج چودہ سو 1400 سال کا عرصہ گزر چکا۔ اس عرصہ میں کتنی ہی مرتبہ دنیا میں دنیا والوں کی طرف سے نئی نئی سوسائٹی (Socities) کی تشکیلات بدلیں افکار و آراء میں تبدیلیاں ہوئیں، نئے نئے علوم پیدا ہوئے اور ایسی ایسی ایجادات ہوئیں جن کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا باوجود ان سارے حالات کے شریعت اسلامیہ شریعت محمدیہ میں نہ کوئی تبدیلی ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے۔

حقیقت لبدی ہے ”شریعت محمدی“ بدلتے رہتے ہیں انداز کوئی و شامی

○ شریعت اسلامیہ انسانی طبائع کے عین مطابق

○ شریعت الہ شریعت اسلامیہ شریعت محمدیہ کہلاتی ہے

○ شریعت اسلامیہ آج بھی اس ترقی یافتہ دور میں بھی سر بلند ہیں۔

○ یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمان جب تک اللہ اور اس کے رسول کے بنائے ہوئے قانون (شریعت) پر عمل کرتے رہے انہوں نے ذوالقرنین کی طرح مشرق و مغرب کے بڑے بڑے شہر فتح کئے اور انھیں ہر جگہ و ہر مقام پر حضرت سلیمان کی طرح کامیابی نصیب ہوتی گئی اور وہ بھوک و پیاس سے رہ کر بھی قوی اور بہادر تھے اور غریب و یتیم کے باوجود دولت ایمان سے مالا مال تھے۔

آج شریعت اسلامیہ سے مسلمانوں کی دوری افلاس و تکلیف کا باعث ہے اگر آج مسلمان پھر شریعت اسلامیہ کو اپنا نصب العین حیات متالیں تو پھر ان کے لئے اللہ کی مدد و نصرت پہلے ہی سے تیار ہے۔

○ شریعت ایک دوائی حقیقت کا نام ہے کہ ہر زمانے اور ہر دور کے حالات کی ضروریات کو پورا کرنے والی اور قائم و باقی رہنے والی حقیقت کا نام ہے۔

○ شریعت آزادی خیالی کی علمبردار ہے وہ عقل کو ہر قسم کے اوہام و خرافات اور اندھی تقلید کے بندھنوں سے آزاد دیکھنا چاہتی ہے اور وہ انسان کے حاسہ فکر کو بیدار کرتی اور ہر بات کو پہلے عقل کی ترازو میں تولنے کی دعوت دیتی ہے یعنی اس کا نقطہ نظریہ ہے کہ وہی بات مانی جاسکے جو عقل کے لئے قابل قبول ہو ورنہ وہ پایہ اعتبار کے لحاظ سے ناقابل قبول اور ساقط ہوگی۔

○ اور شریعت کسی کو یہ اجازت نہیں دیتی کہ وہ عقل و فکر سے کام لے بغیر اندھا دھند کسی چیز پر ایمان لائے

اور وہ اس بات کی بھی اجازت نہیں دیتی کہ انسان بغیر سمجھے بوجھے کوئی بات زباں سے نکالے یا کوئی کام کرے۔ حضرت شاہ کمال اللہ فرماتے ہیں۔

اولاً بوج بعد حق کو پوج معتبر نہیں ہے پوجنا بن بوج

اور قرآن کا مخاطب بھی اہل عقل سے ہی ہے

○ نَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ○ (البقرہ ۶۴) (ان باتوں میں) عقلمندوں کے لئے کھلی نشانیاں ہیں۔

○ وَمَا يَذْكُرُوا إِلَّا أُولَٰئِ الْأَلْبَابِ (آل عمران) اور نہیں سمجھتے مگر صرف عقلمند ہیں۔

اور جو لوگ عقل نہیں رکھتے یعنی بے عقل بے وقوف رہتے ہیں۔ اُنکے متعلق قرآن یہ کہتا ہے۔

صُمُّ بُكْمٌ عُمْىٰ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ (البقرہ ۱۷)

(کان رکھنے کے باوجود) بہرے ہیں (منہ رکھنے کے باوجود) گونگے ہیں۔ اور (آنکھ رکھنے کے باوجود) اندھے ہیں اور انھیں (دل و دماغ رہنے کے باوجود) عقل ہی نہیں۔

احکام محمدیؐ (احکام شریعت)

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطاع الله (قرآن)

جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی

آنحضور سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا: ○ جس نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود لائق پرستش اور حاجت روا نہیں اور حضرت محمد (صلعم) اللہ کے بھیجے ہوئے رسول و پیغمبر ہیں تو اللہ نے اُس شخص پر دوزخ کی آگ حرام کر دی ہے۔ (مقدم)

○ نماز دین کا ستون ہے ○ روزہ گناہوں کی ڈھال ہے ○ اللہ نے تم پر زکوٰۃ کو فرض کیا ہے جو قوم کے مالداروں سے لی جائیگی اور غریب لوگوں میں تقسیم کر دی جائیگی۔

○ جس نے حج کیا اس گھر (بیت اللہ) کا اور بے حیائی اور بری باتوں سے چارہا تو وہ (حج کر کے) ایسے لوٹے گا جیسے وہ ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ○ تم میں کوئی شخص بھی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اُسکے

ماں باپ اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ عزیز ترین نہ ہو جاؤں (بخاری) اور قرآن نے بھی یہی کہا ہے پڑھ لیجئے آیت النبیؐ اُولٰٓئِ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (سورۃ احزاب) ○ میں اور میرے اہل بیت کشتی نوح کی طرح ہے جو

اُس میں سوار ہو گا یعنی اُن سے محبت کریگا نجات پائیگا ○ حسینؑ (ابن علیؑ) مجھ سے ہیں میں حسینؑ سے ہوں ○ حضرت حسنؑ اور حسینؑ نوجوان جنتیوں کے سردار ہیں ○ جو ان سے لڑے گا (یا اُنکی مخالفت کریگا)

میں بھی اُن سے لڑونگا ○ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہے ○ میرے صحابہ کو برامت کہو اور انھیں گالی نہ دو ○ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں ○ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا محفوظ

رہے ○ کوئی کسی پر ظلم و زیادتی نہ کرے ○ وطن سے محبت بھی نیکی ہے ○ تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے ○ سارے انسان کسی کے دانوں کی طرح یکساں ہیں ○ کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر کچھ فرق نہیں

○ (پیٹھ پیچھے کسی کے خلاف بولنے والا) چغل خور جنت میں نہیں جائے گا ○ وہ شخص جنت میں

داخل نہیں ہو سکتا جس کے پڑوسی اُس کی برائیوں سے محفوظ نہ ہوں ○ خدا کی رضا مندی باپ کی رضا مندی میں ہے اور خدا کی ناخوشی باپ کی ناخوشی میں ہے ○ جنت تمہاری ماں کے قدموں کے نیچے ہے ○ بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائیوں اور بہنوں پر ایسا ہے جیسا کہ باپ کا حق (بیٹوں) پر ○ کوئی شخص اپنے رزق (و کاروبار) میں ترقی اور لمبی عمر (عمر درازی) کا خواہشمند ہو تو اُسے چاہیے کہ اپنے (رشتہ داروں یا جو بھی محتاج ہوں) اُن کے ساتھ اچھا سلوک (یعنی اُنکی ہر طرح سے مدد کریں ○ جو شخص خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو اُسے مہمان کی عزت کرنی چاہیے (مہمان کا بھی کام ہے کہ وہ میزبان پر زیادہ بوجھ نہ ڈالے) ○ دعا عبادت کا مغز ہے (نماز کے بعد یا جب بھی موقع ہو ہاتھ اٹھا کر دعا کریں)

○ ایک دوسرے کو تحفے و تحائف دیا کرو، آپس میں محبت بڑھائیگی، جس پر ظلم و زیادتی کی گئی ہو یا وہ حالت زلمہ کا مارا ہوا ہو ایسے مظلوم کی بدعا سے بچو (چاہے وہ کسی بھی مذہب و مسلک کا ہو یا گنہگار فاجر کیوں نہ ہو) کیونکہ اُس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔ صدق اللہ و صدق رسولہ النبی الکریم ﷺ۔

کعبہ ڈھاتا تو بنا بھی لیتے افسوس تُو نے میرے دل کو توڑا

کنز العرفان ابوالایقان اعلیٰ حضرت الحاج سیدی غوثی شاہ صاحب قبلہ (متوفی 1954ء) کے ارشادات

- قیام صلوٰۃ۔ انفاق۔ توکل۔ قلب میں ڈر اور یقین کا بڑھنا علامت ایمان کامل ہے
- تققبہ فی الدین دو حیثیت سے ہے (۱) ظاہری احکام کی فقہائے نے تفصیل فرمائی ہے (۲) باطنی علوم کی اہل بصیرت نے تفصیل فرمائی ہے۔ (باطنی علوم کے حصول کے لئے مرشد کامل کی ضرورت ہے)
- ایمان کا عمل یقین ہے ایمان کا کمال استخراج ہے صدیقیت کی دو قسمیں ہیں (۱) صدیقیت عظمیٰ (۲) صدیقیت عامہ۔ صدیقیت عظمیٰ سے ولایت خاصہ اور مقربین مراد ہیں۔ صدیقیت عامہ سے ولایت عامہ اور صالحین مراد ہیں۔
- بے صورتی کا اطلاق لیس کمثلہ شے سے ثابت ہے۔ صورت میں بے صورتی کا ظہور ہوتا ہے لیکن صورت حق نہیں ہوتی۔
- امر شریعت میں مخلوق یا عالم قدرت سے بنا کا عقیدہ ہے
- امر حقیقت میں عالم تجلی و تمثیل سے نمود پارہا ہے (اس حقیقت کا علم کسی مرشد کامل ہی سے سکھا جاسکتا ہے)
- جہد فی اللہ علم میں استخراج رکھنا ہے۔
- حق تعالیٰ کا بہ دیدہ ظاہری یا بہ چشمہ حسی دیکھنا انتناع ہے جو کفر ہے ایسا کرنا گویا حق تعالیٰ کو شکل و محدود ٹھہرا دینا ہے (نعود باللہ) (مگر بہ دیدہ دل جسکو بصیرت کہتے ہیں خدا کو دیکھا جاسکتا (غوثی شاہ)

حضورؐ وجہ ہدایت ہیں

جامع ترمذی میں ہے کہ حضورؐ نے یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ ! ابو جہلؓ و عمرؓ میں جو آپ کے نزدیک زیادہ محبوب ہیں اُس سے اسلام کو معزز کیجئے چنانچہ اسی حدیث مذکور کی ایک اور روایت ہے جسکو حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ حضورؐ کی اس دعا کے دوسرے ہی دن حضرت عمر مسلمان ہو گئے۔

مرضیٰ رسول مرضیٰ حق

حضورؐ جسکو چاہیں خدا اُسکو ہدایت دے

حدیث صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ کہ میری ماں مشرک تھیں میں اُن سے کہا کرتا تھا کہ تم مسلمان ہو جاؤ (مگر وہ نہیں مانی) اور ایک بار اُس نے حضورؐ کی شان میں بے ادبی کی جو مجھ کو بہت برا معلوم ہوا۔ میں حضورؐ کی خدمت اقدس میں روتا ہوا آیا اور میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میری ماں کے واسطے دعا کیجئے کہ خدا اُسکو ہدایت دے تب آنحضور ﷺ نے یہ دعا کی۔

اللَّهُمَّ حَبِيبُ عُيَيْدِكَ هَذَا وَأُمَّهُ إِلَى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِينَ وَحَبِيبُ

أَيُّهَا الْمُؤْمِنِينَ ۝

اے اللہ تیرے اس بندے (ابو ہریرہؓ) کی ماں کو ہدایت دے اپنے اس بندے اور اسکی ماں کو مومنوں کا پیارا بنادے اور مومنوں کو یہ چاہنے لگیں۔ میں حضورؐ کی اس دعا سے خوش ہو کر وہاں سے نکل کر اپنے گھر کے دروازہ پر جو نہی پہونچا میری ماں نے میرے جوتوں کی آواز سکر کہا اے ابو ہریرہؓ (تھوڑا) ویسے ہی کھڑا رہے انتظار کر میں نے پانی کی آواز سنی اُس نے غسل کر کے جلدی سے کپڑے پہن کر دروازہ کھولا اور یوں کہا کہ اے ابو ہریرہؓ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ تو میں خوشی کے مارے روتا ہوا حضورؐ کی خدمت میں پھر حاضر ہوا اور یہ حال کہا حضورؐ نے الحمد للہ کہہ کر فرمایا کہ بہت اچھا ہوا (یعنی وہ مسلمان ہو گئیں) حضورؐ کی دعا سے اسی طرح قبیلہ دوس بھی مسلمان ہو گیا۔

(حدیث صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایتی ہے کہ حضورؐ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی خاطر اُنکی قوم کے لئے ہدایت کی دعا کی **اَللّٰهُمَّ اهْدِ وَسَلِّمْ وَنُصْرًا** اے اللہ دوس کی قوم کو ہدایت کر اور اُنکو میرے پاس لے آ۔ اب رہا یہ سوال و اعتراض کہ پھر حضورؐ خود اپنے چچا بزرگوار حضرت ابو طالبؓ کی ہدایت کے لئے دعا کیوں نہیں کئے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ دور ابتدائی دور تھا اور ابھی کعبہ ”قبلہ“ نہیں ہوا تھا۔ اس لئے حکمت اور دانائی جو حضورؐ کی مملکت ہے تقاضہ یہی تھا کہ حضرت ابو طالبؓ کو صرف دعوت اسلام دی جائے تاکہ اُن کے حق میں دعا ہو۔ اگر حضورؐ حضرت ابو طالب کے حق میں دعا کرتے تو پھر دوسرے شریر اور شر پسند و ظالم مشرکین مکہ بھی حضورؐ سے یہ کہتے کہ حضورؐ اُن کے حق میں بھی دعا کریں۔ اور یہ ناممکن تھا۔ چنانچہ خدا نے اپنے حبیب حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی دعا کو قبول کیا اور وہ قبیلہ ابو قیس جو یمن کی رہنے والی ہے سب کے سب مسلمان ہو کر حضورؐ کے پاس آئے اور پھر کلمہ شہادت پڑھا۔ ان مذکورہ احادیث نبویہ سے ثابت ہوا کہ آنحضور ﷺ سے ہی وجہ ہدایت ہیں۔

حسب مذکور دواہم واقعات اس بات پر گواہ ہیں کہ حضورؐ جس کے لئے جو دعا فرمائیں اللہ نے اُسکی لاج رکھی۔

شدت پسندوں کا اعتراض

اگر حضورؐ وجہ ہدایت ہیں تو پھر حضورؐ کے چچا حضرت ابو طالب (حضرت سیدنا علیؓ کے والد) ایمان کیوں نہیں لائے۔

اس کا جواب : جیسا کہ حدیث صحیح مسلم میں وارد ہے کہ آنحضور ﷺ نے حضرت ابو طالبؓ سے اُنکی موت کے وقت اُن سے یہ فرمایا کہ ”اے چچا آپ صرف لا الہ الا اللہ کہہ دو میں آپ کے لئے قیامت کے دن گواہ ہوں گا۔ انہوں نے کہا کہ ”اگر مجھے قریش کے طعنہ دینے و ملامت کرنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ضرور ایمان لا کر تمہاری آنکھ ٹھنڈی کرتا اور ابو طالبؓ نے شعر کہا۔

مِنْ خَيْرِ اٰدِيَانِ الْبَرِيَّةِ دِيْنَا

وَلَقَدْ عَلِمْتَ بَانَ مُحَمَّدٍ

لَوْ لَا الْمَلَامَةُ أَوْ حِذَارُ مَتَسِبَةٍ لَوْ جَدْتَنِي تَسْمَحًا بِذَلِكَ مَفِينًا
یعنی تحقیق میں یہ جانتا ہوں کہ تمام دینوں و مذاہب سے بہتر محمد ﷺ کا دین ہے اگر مجھ کو
(قریش) کے طعنوں و ملامتوں کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں یقیناً اس دین اسلام کو قبول کرتا۔

اس موقع پر یہ آیت کا نزول ہوا : إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ
يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ○ (۹/۲۰)
(اے محمد صلعم) آپ جس کو دوست رکھتے ہو اُسے ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ خدا ہی جس کو چاہتا ہے
ہدایت کرتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے۔

برادران اسلام ! بھلا اس آیت مذکورہ کا انکار کون کر سکتا ہے یقیناً آیت اپنی جگہ درست ہے
یہاں ایک نکتہ یہ ہے کہ آنحضور ﷺ نے اپنے چچا سے لا الہ الا اللہ پڑھنے کو کہا یعنی انکو آپ
نے دعوت اسلام دی مگر آپ نے اُن کے حق میں دعا نہیں کی۔ شاید وہ اس لئے کہ اگر آپ اپنے چچا
کے حق میں دعا کرتے اور وہ اللہ کے ہاں قبول ہو جاتی تو دوسرے ظالم رؤسار مکہ یہ کہتے کہ اُن کے
حق میں بھی دعا کرو اور یہ ناممکن تھا کہ ان ظالموں کے حق میں دعا کی جاتی۔ اسلئے حضور ﷺ نے
اپنے چچا سے صرف اسلام قبول کرنے دعوت دی ویسے اُن کی (ابو طالب) کی گفتگو سے (جیسا کہ
صحیح مسلم نے روایت کیا ہے) کہ اُنہوں نے حضور کے دین کی تعریف کی اور اسلام قبول کرنے کی
طرف بھی اشارہ کیا محض قریش کے ظالم سرداروں کی ملامت اور طعنہ بانوں سے بچنے کے لئے وہ
اسلام قبول نہیں کئے۔ مگر اُنہوں نے حضور کی بے انتہا خدمت کی ہے اور کچھ عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ
اُنہیں اپنے فضل و کرم سے بخش دے۔

کسی آئین کے پابند نہیں دین اُن کی وہ چاہتے ہیں تو خطا پہ بھی عطا کرتے ہیں
برادران اسلام ! سورۃ قصص کی بارہ سورتوں کے بعد سورۃ شوری کی آیت نمبر 52 میں اس آیت
کو نسخ کیا وَ إِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ○ یعنی اے حبیب بے شک آپ
لوگوں کو سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتے ہو۔ پس اس آیت نسخ سے وہ آیت إِنَّكَ لَا
تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ منسوخ ہوئی۔

جیسے سورۃ انفال کی آیت (نمبر ۶۵) إِنَّ يَكُنْ مِنْكُمْ عَشْرُونَ صَابِرُونَ

يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ (اگر تم (مسلمانوں) میں پس 20 آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں تو دو سو (کافروں پر) غالب آجائیں گے۔ یہ مذکورہ آیت اس آیت (نمبر ۶۶) سے منسوخ ہو جائیگی۔
 اَلَنْ حَقَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَ عَلِمَ اَنْ فِيْكُمْ ضَعْفًا فَاِنْ تَكُنْ مِنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوا مِائَتَيْنِ ۝ (۱۰/۵)

اب خدا نے تم پر سے بوجھ ہلکا کر دیا اور معلوم کر لیا کہ ابھی تم میں کس قدر کمزوری ہے پس اگر تم (مسلمانوں) میں ایک سو ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو (تم) دو سو (کافروں) پر غالب رہیں گے۔
 اسی طرح جیسا کہ ہم نے بیان کیا سورۃ قصص کی یہ آیت اِنَّكَ لَا تَهْدٰی۔۔۔۔۔ منسوخ ہوئی۔
 سورۃ شوریٰ کی اس آیت وَاَنْتَ لَتَهْدٰی سے ۝ حاصل مطلب؟۔۔۔ یہی ہے کہ وقت اور مصالح زمانہ کے لحاظ سے آنحضورؐ اپنی حکمت و دانائی سے کام لیتے تھے اور حضورؐ کو اسی حکمت کی راہ سے اللہ کی طرف بلانے کا خدا نے حکم بھی دیا تھا۔ اُدْعُ اِلٰی سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ (۱۲۲/۱۲۵ النحل) الحاصل حضورؐ وجہ ہدایت ہیں اور جسے چاہیں اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ کر سکتے ہیں۔

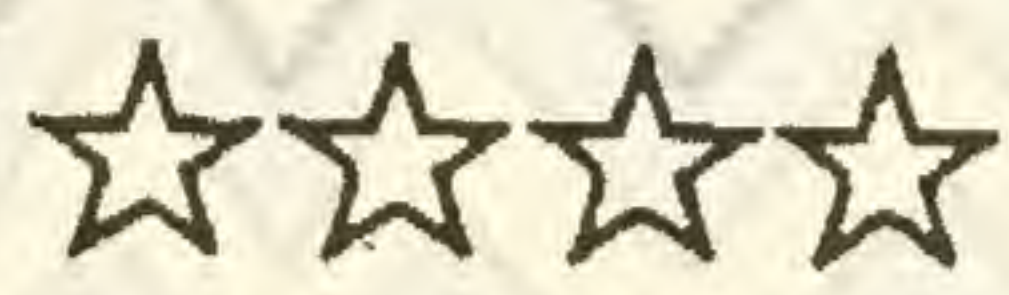
مقصد و ماویٰ ہے تو مامن و بلج ہے تو ہی بتا اب تجھے چھوڑ کے جاؤں کہاں
 (حضرت صفوی شاہؒ)

مرضی رسولؐ ہی مرضی خدا ہے

برادران اسلام! اللہ نے حضورؐ کی مرضی کے مطابق ۱۲ بارہ سال بعد کعبہ کو قبلہ بنایا جو کہ قیامت تک کے آنے والے ہدایت یافتہ مسلمانوں اور اولیاء کا قبلہ ہے جیسا کہ قرآن کی یہ آیت کہہ رہی ہے۔ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (بقرہ ۱۴۲) (اے میرے حبیبؐ) ہم آپؐ کا آسمان کی طرف (بار بار) منہ پھیرنا دیکھ رہے ہیں پس ہم آپؐ کو آپؐ کی مرضی (و پسند) کے قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیں گے۔ پس اب آپؐ اپنا چہرہ مبارک مسجد حرام (خانہ کعبہ) کی طرف پھیر لو اور تم لوگ (اے مسلمانو! جہاں ہو اکرو) نماز پڑھنے کے وقت اُسی مرضی رسولؐ کے بنائے ہوئے قبلہ (خانہ کعبہ) کی طرف اپنا منہ کر لیا کرو ۝
 واہ سبحان اللہ۔۔۔ کہ اللہ نے صرف اپنے حبیبؐ کی مرضی (Will) کے مطابق کعبہ ابراہیمی

۲ کو قبلہ مسلمان بنادیا۔ اور یہ حضورؐ کا مسلمانوں پر احسانِ عظیم ہے اور ہم مسلمان حضورؐ ہی کہ پسندیدہ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔

کعبہ میں بھی ہے گرمی بازار محمدؐ اللہ کا دربار ہے دربار محمدؐ سرکار کے چوے ہوئے کو چومتے ہیں سب ہے پیش نظر وہ لب وہ رخسار محمدؐ (طیباتِ غوثی)



حضورؐ کی بدعا کا اثر تباہی و بربادی ہے

مولانا شبلی نعمانیؒ نے ”سیرت النبیؐ“ میں صحیح بخاری کے حوالہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ آپؐ ایک دفعہ صحن حرم میں نماز پڑھ رہے تھے کہ بعض قریش کے سردار عین حالتِ نماز میں آپؐ کی گردن مبارک پر (اونٹ کی کھال) ڈال دیئے (تب حضورؐ کی بیٹی) حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آکر اُسکو ہٹایا اور آپؐ نے سجدہ سے سر اٹھایا اور پھر اُن روسائے قریش کے نام لے لے کر بدعا کی ”اے اللہ انھیں تو (اپنے غضب میں) پکڑ۔ چنانچہ سب کے سب بدر Badar کی لڑائی میں مارے گئے۔ روایت کیا اسکو بخاری نے چنانچہ حضورؐ کی بدعا سے قریش کے بڑے بڑے ظالم لوگ مارے گئے۔ جیسے ابو جہل، عتبہ، شیبہ اور امیہ بن خلف لعنہ اللہ علیہم۔

○ ادھر حضورؐ نے ابو جہل لعنہ اللہ علیہ کے حق میں بدعا کی جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضورؐ کو ستانے والے ابو لہب اور اسکی بیوی ام جمیلہ پر قرآن میں اس طرح بدعا دی قَبْتُ يَدَا اَبِي لَهَبٍ وَ قَبْتُ نَارًا ○ (۳۶/۳۰ سورۃ لہب) یعنی ہاتھ ٹوٹ جائیں ابو لہب کے اور وہ ہلاک ہونہ اُسکا مال ہی اُسکے کچھ کام آیا اور نہ وہ جو اُس نے کمایا وہ (ابو لہب) بہت جلد بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا اور اسکی بیوی (ام جمیلہ) بھی جو سر پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے پھرتی ہے اُس کے گلے میں بٹی ہوئی رسی اُسکے (پھندے) کا باعث ہوگی۔

دُعاء سے پہلے حمد و صلوٰۃ

فضالہ ابن عبید راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو سنا اس نے نماز میں دعا کی، جس میں نہ اللہ کی حمد کی نہ نبی ﷺ پر درود بھیجا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ :

اس آدمی نے دعا میں جلد بازی کی، پھر آپؐ نے اسکو بلایا اور اس سے یا اس کی موجودگی میں دوسرے آدمی کو مخاطب کر کے آپؐ نے فرمایا۔

”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو (دعا کرنے سے پہلے) اس کو چاہئے کہ اللہ کی حمد و ثناء کرے، پھر اس کے رسول ﷺ پر درود بھیجے، اس کے بعد جو چاہے مانگے۔“
(جامع ترمذی، سنن، ابی داؤد، سنن نسائی)

علاماتِ نفاق

○ کمی حُبِ رسول ○ حضورؐ سے شخصی عناد ○ حضورؐ کو اپنے جیسا سمجھنا
○ حضورؐ کے علم غیب پر اعتراض ○ میلاد النبیؐ سے ناخوشی ○ فاتحہ درود و سلام کے مکر
○ جانبدارانہ ذہنیت کیساتھ فاتحہ و درود والوں سے دشمنی ○ نمائش اعمال، دکھاوا ○ ظاہر
ایک باطن ایک ○ منافق کی مثال اس بحری کی سی ہے جو دو ریوڑ کے درمیان پھرے، کبھی
ادھر کبھی ادھر ○ مسجدوں پر زبردستی قبضہ جمانا ○ یا محمدؐ یا غوثؒ پر اعتراض ○ تقلید
کے قائل نہیں مگر نماز کسی ایک امام کے تحت پڑھتے ہیں ○ شادی بیاہ میں حنفی، شافعی
ہونے کا سیاہنامہ میں اندراج کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

ہے یہ منافق بحری جدھر ہری ادھر پھری
”ہیں یہ جو علاماتِ نفاق سننی کو نہیں اس سے اتفاق“

فتاویٰ کفر اور ہم

بعض حضرات نے حضرت مولانا شبلی نعمانیؒ (متوفی ۱۹۱۲ء) ، مولانا ابوالکلام آزادؒ (متوفی ۱۹۵۸ء) و حضرت مولانا حالیؒ (متوفی ۱۹۱۲ء) اور شاعر مشرق علامہ اقبالؒ (متوفی ۱۹۳۸ء) کو نیچری اور دہریہ کہا ہے اور ان حضرات پر کفر کا فتویٰ چسپاں کیا گیا۔ اور یہ تمام متذکرہ حضرات کا اہل سنت والجماعت سے تعلق ہے اور وہ سب آنحضورؐ کی محبت میں ڈوبے ہوئے تھے اور امام اہل سنت اماموں کے امام حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ (متوفی ۸۰ھ) کے مسلک حنفیہ MASLAK-E-HANAFIA سے تعلق رکھنے والے تھے جنکی کتابیں اور جنکے اشعار بقول حضرت مولانا رومؒ شاعری جزیت از پیغمبری کے بمصداق آج بھی پیغمبرانہ خدمات انجام دے رہی ہے اور ہر سنی علماء و غیر سنی، سیاسی ہو یا غیر سیاسی سب ہی حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمہ کی پاکیزہ شاعری کو اپنی تقاریر میں شامل کر کے اپنی تقاریر کو سونے پہ سہاگہ بنا رہے ہیں ان متذکرہ بزرگوں کا اہل اسلام پر احسان ہے کہ انہوں نے اپنی تصانیف لکھ کر مسلمانوں کو دین کی صحیح اور اہم معلومات فراہم کی ہیں ہاں ان کتابوں میں بعض مقامات پر شدت سے کام لیا گیا مگر ہم اُس شدت کو نیچریت یا دہریت قرار نہیں دے سکتے اور ان پر کفر کا فتویٰ چسپاں نہیں کر سکتے بلکہ انہیں ایسا کہنا قرآن و حدیث کے خلاف عمل ہو گا جیسا قرآن کے مطابق اگر کوئی اپنے آپ کو مسلمان ہوں کہہ دے تو اُس کو مارنا نہیں چاہیے اور نہ اُسکو کافر قرار دیا جاسکتا ہے اسی طرح آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ”کسی کو (بلا سونچے سمجھے) کافر نہ کہو چونکہ ایسا کہنے سے اگر وہ شخص کافر نہیں ہے تو پھر کہنے والا کافر ہو جائیگا۔“ الحاصل ہم مسلمان بھائیوں کو سوچ سمجھ کر ہی کچھ کہنا اور کرنا چاہیے ویسے ایک مسلمان کی مسلمائیت کلمہ طیبہ کے زبان سے اقرار اور دل سے اُسکی صداقت کی گواہی دینے سے بد قرار ہے اور اگر خدا نخواستہ کوئی گمراہ یا نادان مسلمان اپنی بے سمجھی کی وجہ سے کلمہ طیبہ کا انکار کرتا ہے تو وہ پھر خارج اسلام ہو کر (دین سے پھیرا ہوا) مُرتد MURTID کہلایگا۔ لہذا جب تک ہم کسی مسلمان کو کلمہ کا انکار کرتے نہ دیکھیں کافر نہیں کہہ سکتے۔ ہاں کسی کو کافر کہنے کی بھی وجوہات ہیں جسکی بناء پر اُسکے کرنیوالے اور کہنے والے پر کفر کا انطباق ہو سکتا ہے جیسے اگر کوئی اللہ کو آلہ او معبود مان کر آنحضور ﷺ کی رسالت کا انکار کرتا ہے تو وہ قطعی کافر ہے اور وہ مسلمان ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ اُس نے لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کو نہیں مانا۔

۱۰ اسی طرح اگر کوئی اللہ کو آلہ او معبود مان کر اور آنحضور ﷺ کو محمد رسول اللہ کی حیثیت سے تسلیم بھی کرتا ہو مگر آپ کو (نعوذ باللہ) خاتم النبیین نہ مانتا ہو ایسی صورت میں بھی وہ ابھی کافر ہی ہے پوری طرح سے مسلمان ہی نہیں ہوا۔

○ اور اسی طرح کوئی بے وقوف انسان اگر اپنی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ اور اُسکے ماننے والے سب کے سب کافر ہیں۔

○ اور اسی طرح امور شریعہ میں رسول اللہ ﷺ کے کسی بھی حکم کی (معاذ اللہ) تکذیب کرنا یعنی اُسکو جھٹلانے والا اور اُسکا انکار کرنا بھی کافر ہے۔

○ اور اسی طرح حضورؐ کی پاکیزہ شریعت مطہرہ یعنی قانون شریعت کا انکار کرنا اور جھٹلانے والا بھی کافر ہے

○ اور اسی طرح اللہ اور اُسکے رسولؐ کو مانتے ہوئے چار خلفائے راشدین کی یکے بعد دیگرے تسلسل کا انکار کرنا بھی ”کافر“ ہی ہے۔ اور وہ شرعی اصطلاح میں ”تفصیلی“ کہلاتا ہے۔

جیسے خلیفہ اول حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ ہیں، خلیفہ دوم حضرت سیدنا عمر ابن خطابؓ ہیں۔ خلیفہ سوم حضرت سیدنا عثمان بن عفانؓ ہیں اور خلیفہ چہارم حضرت سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ہیں اگر کوئی یکے بعد عید گرے تسلسل کو نہ مانتا ہو تو وہ بھی خارج اسلام اور کافر اور تفصیلی ہے۔

کفر کے فتوؤں سے متعلق حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ نے بہت خوب کہا ہے۔

یہ اتفاق مبارک ہو مومنوں کے لئے کہ یک زبان ہیں فقہیانِ شہر میرے خلاف
تو میری نظر میں کافر، میں تیری نظریں کافر تیرا دیں نفس شماری، میرا دیں نفس گدازی
غضب ہیں یہ ”مرشدانِ خود ہیں“ خدا تیری قوم کو چائے۔ بگاڑ کر تیرے مسلمانوں کو یہ اپنی عزت منار ہے ہیں
برادرانِ اسلام۔ ان متذکرہ باتوں کو پیش نظر رکھ کر ہی اب آپ کسی کو کچھ بھی کہیں۔۔۔۔۔
شاعر مشرق حضرت علامہ اقبالؒ کی توصیف میں میں نے ایک توصیفی نظم لکھی ہے اُسکے دو شعر ملاحظہ فرمائیے۔

مرکزِ قلب و نظر اے شاعر رنگیں بیاں ناز فرما ہے تری تخلیق پہ ہندوستان
جر بے پایاں تھی آزادی میں تیری زندگی اب بھی تیرے نام کو حاصل ہے تابندگی

TARANA-E-EID

(The song of Festival)

ترانہ عید

(موقعہ) عید الفطر --- یا عید الضحیٰ

از: شیخ الاسلام مفسر قرآن الحاج حضرت سیدی مولانا صفوی شاہ صاحب قبلہ قدس اللہ سرہ

(خلف خلیفہ وجائشین اعلیٰ حضرت کنز العرفان سیدی غوثی شاہ صاحب قبلہ اعلیٰ اللہ مقامہ)

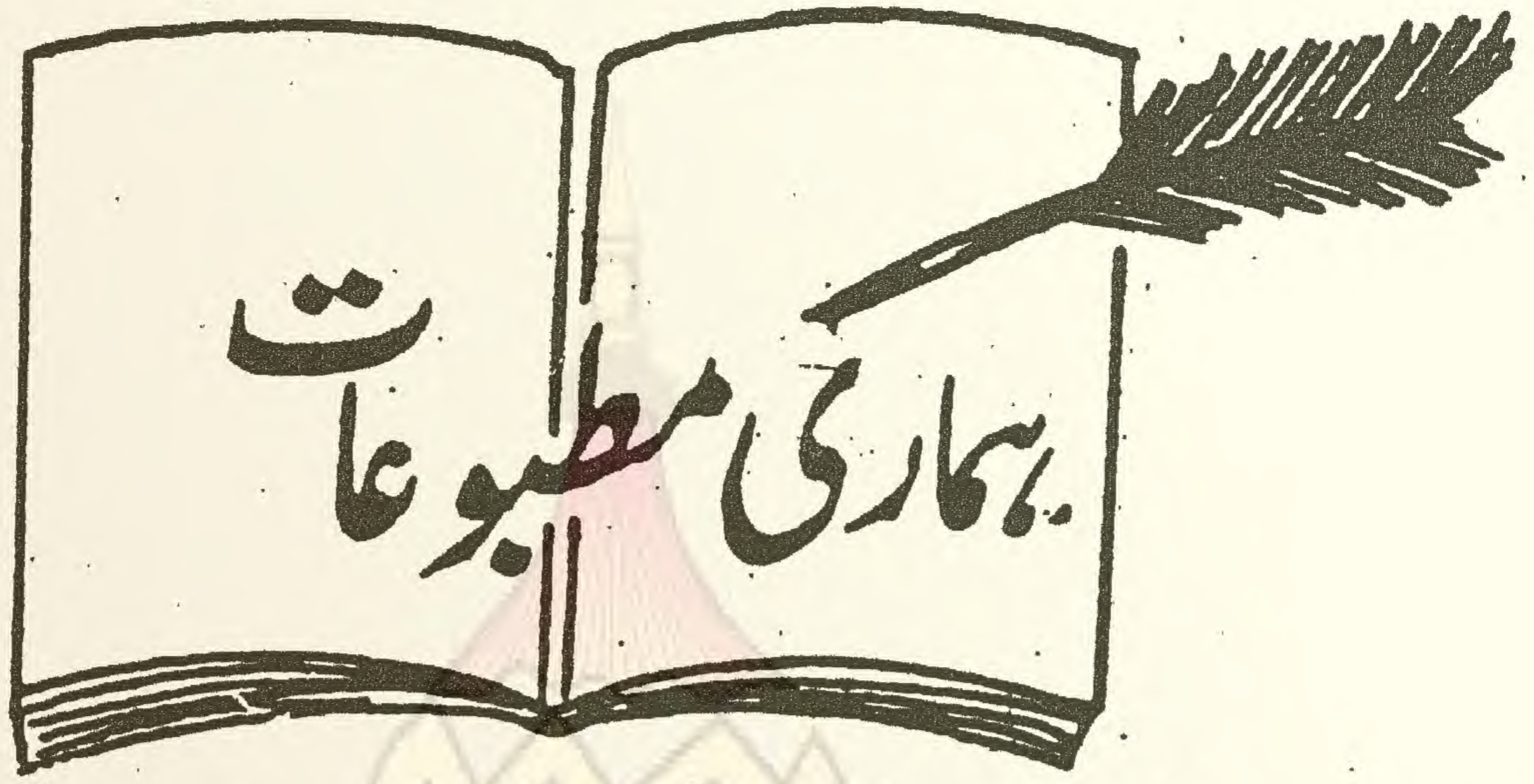
○

| | |
|------------------------------------|--|
| عید آئی ہے مئے ہوش فزا دے ساقی | وہ جو آنکھوں میں چھلکتی ہے پلا دے ساقی |
| یاس و حرماں کے تخیل کو مٹا دے ساقی | بات جو بجڑی ہوئی ہے وہ بنا دے ساقی |
| دل کا ہر گوشہ تاریک منور کر دے | لذت درد کی اک آگ لگا دے ساقی |
| منحصر تیرے کرم پر ہے مری تشنہ لبی | کوثریں لب کو مرے لب سے ملا دے ساقی |
| بس نہ کر دے مجھے اک جامِ شگتہ دیکر | عید کا دن ہے ذرا اور پلا دے ساقی |
| اپنی کم مائیگی ظرف کا شکوہ کب ہے | اتنی پی لیں گے تو جتنی بھی پلا دے ساقی |
| رہ کے آغوشِ تمنا میں ذرا دم کے لئے | دونوں عالم مری نظروں سے گرا دے ساقی |

کسی قابل ہے، نہ ہے تابِ سخنِ صفوی کو
مدعا یہ ہے کہ اپنا سا بنا دے ساقی

ماخذ: تقدیس شعر

مصنفہ: حضرت مولانا صفوی شاہ



☆ جام بہ جام ☆ اسرار توحید ☆ فرمن کمال ☆ کلماتِ کمالیہ ☆ رباعیات ابوالخیر مخزومی علیہ الرحمہ

حضرت مولانا غوثی شاہ صاحب قبلہؒ کی چند مشہور تصانیف

☆ کلمہ طیبہ ☆ مقصد بیعت ☆ نور النور ☆ معیت الہ (تصوف)
☆ طبیات غوثی (منظومات) ☆ مواعظ غوثی

حضرت مولانا صہوی شاہ صاحب قبلہؒ کی چند مشہور تصانیف

☆ سیر عبدیت (واقعہ، معراج) ☆ نذر مدینہ (نعتیں) ☆ کتاب مبین (پارہ اول پارہ دوم)
☆ تشریحی ترجمہ قرآن ☆ الم تر اتا والناس (منظوم ترجمہ قرآن)
☆ گیارہ مجالس ☆ تقدیس شعر معہ اضافات ☆ تطہیر غزل (مجموعہ کلام)
☆ اشارات سلوک (تعلیمات غوثیہ)
☆ سلسلۃ النور (شجرہ بیعت) ☆ بدعت حسنہ ☆ رد منافقت

حضرت مولانا غوثی شاہ صاحب کی تصانیف

☆ میزان طریقت ☆ رسول جہاں ☆ اسرار الوجود ☆ تذکرہ نعمان
☆ تاریخ صوفی ☆ قرآن سے انٹرویو ☆ تاج الوظائف ☆ مراۃ العارفین
☆ کبریتِ احمر ☆ جوہر سلیمانی ☆ عظمتِ مدینہ ☆ حج گائیڈ دیارین
☆ کتاب سلوک ☆ فیوضات کمال ☆ تعلیمات صحویہ ☆ عقائد اہل سنت
☆ خاتم النبیین ☆ تذکرہ شیخ اکبر ☆ گلکدہ خیال ☆ حسن حسین ☆ قرآن گائیڈ وغیرہ۔

توحید اور تصوف کا مشہور ادارہ ”ادارہ النور“ کی مشہور کتابیں

ہاں یہ سب جائز ہے

☆ بدعت حسنہ ☆ فاتحہ ☆ میلاد ☆ آثارِ مبارک ☆ یا محمدؐ یا غوثؒ کمنا ☆ عرس
☆ ثوالی ☆ تصور شیخ ☆ زیارت قبور ☆ بیعت ☆ توسل ☆ قدم بوسی ☆ ذکر
و مراقبہ فیضانِ قبور تفصیلات کے لئے پڑھئے کتاب جو بار چہارم جلوہ ریز ہو چکی ہے

Bidath-e-Hasna
بدعت حسنہ
(قیمت - 25/-)

جسے قرآن و حدیث اور مستند حوالوں کیساتھ امام المتحققین قطب الارشاد الحاج
حضرت سیدی مولانا صحوی شاہ صاحب قبلہؒ نے ترتیب و تالیف فرمایا ہے

قرآن اور حدیث کی روشنی میں آنحضور ﷺ کے اثبات علم غیب پر اور
معتزین کے چند اہم اعتراضات کے تشفی بخش جوابات کے لئے شیخ الاسلام

حضرت مولانا صحوی شاہ صاحبؒ کی مشہور تصنیف

By: **Moulana Sahvi Shah (RH)**

(قیمت - 50/-)

ردِ منافقت

Radd-e-Munafiqat

تاریخ قرآن معلومت قرآن اور موز آیت قرآن اور اسمائے تفاسیر پر چالیس کتابوں کے مصنف
مولانا غوثی شاہ کی قرآن سے انٹرویو، کے بعد اس صدی کا عظیم قرآنی کارنامہ

”قرآنی انسائیکلو پیڈیا“ مع تصاویر مقدسہ بنام

مخزن القرآن (قیمت 75 روپے)

Maqzanul-Quran

قرآن و حدیث کی روشنی میں اہل سنت والجماعت کی تاریخ اور چند اہم سنی عقائد اور
دیگر فرقوں کی تاریخ اور ان کے عقائد مصنف مولانا غوثی شاہ بنام

تاریخ سنیّت اور عقائد اہل سنت

(قیمت - 20/-)

(قیمت - 20/-)

ملنے کے پتے: خسامی بک ڈپو مچھلی کمان اور ادارہ النور بیت النور چنچل گوڑہ، حیدر آباد۔

SYED MEHBOOB

☎ : 418 14 65

Coise Apparel

Denim Creators

Mfg. of : EXCLUSIVE KIDS & LADIES WEAR

Kerala Niwas, Chawl No. 1, Akbar Suleman Compound,
Shaik Misri Dargah Road, Antop Hill, Mumbai-400 037.

With Best Compliments From :

ESSA ABDULLAH ALANAIZI TRD EST.

Dealers for :

ISUZU Spare Parts

Mohd. Mujtaba Qadeeruddin

Quadri Tahseen & Sons

MANAGER

PHONE : 8391360 FAX : 8390904

SYED AZMATHULLAH

☎ : 410 63 38

Coise Fashion

Denim Creators

Mfg. of : Exclusive Kids & Ladies Wear

**Kerala Niwas, Chawl No. 1, First Floor, Akbar Suleman
Compound, Shaik Misri Dargah Road, Antop Hill, Mumbai-400 0037.**

+ SAHVIA CLINIC +

Dr. Khan Aftab Sirajuddin Ishqui Shah

C-C-9, CHEETA CAMP, TROMBAY, MUMBAI.

GHOUSIA
GOLD COVERING

Proprietor : MOHD. ABDUL GAFFAR (BASHA)

MD. ADAM, MD. UMAR, MD. SARDAR, MD. ABUBAKAR,

MD. JAFFAR, MD. JABBAR

D.NO. 21/139, ENGLISHPALAM, MACHLIPATNAM, (A.P.)